ن س - 244

باسمہ تعالیٰ

کراماتِ اولیاء اللہ

بعد از ممات

اولیاءِ کرام

رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی وفات
کے بعد کرامات کے صدور پر ایک
بہترین عالمانہ تحقیق

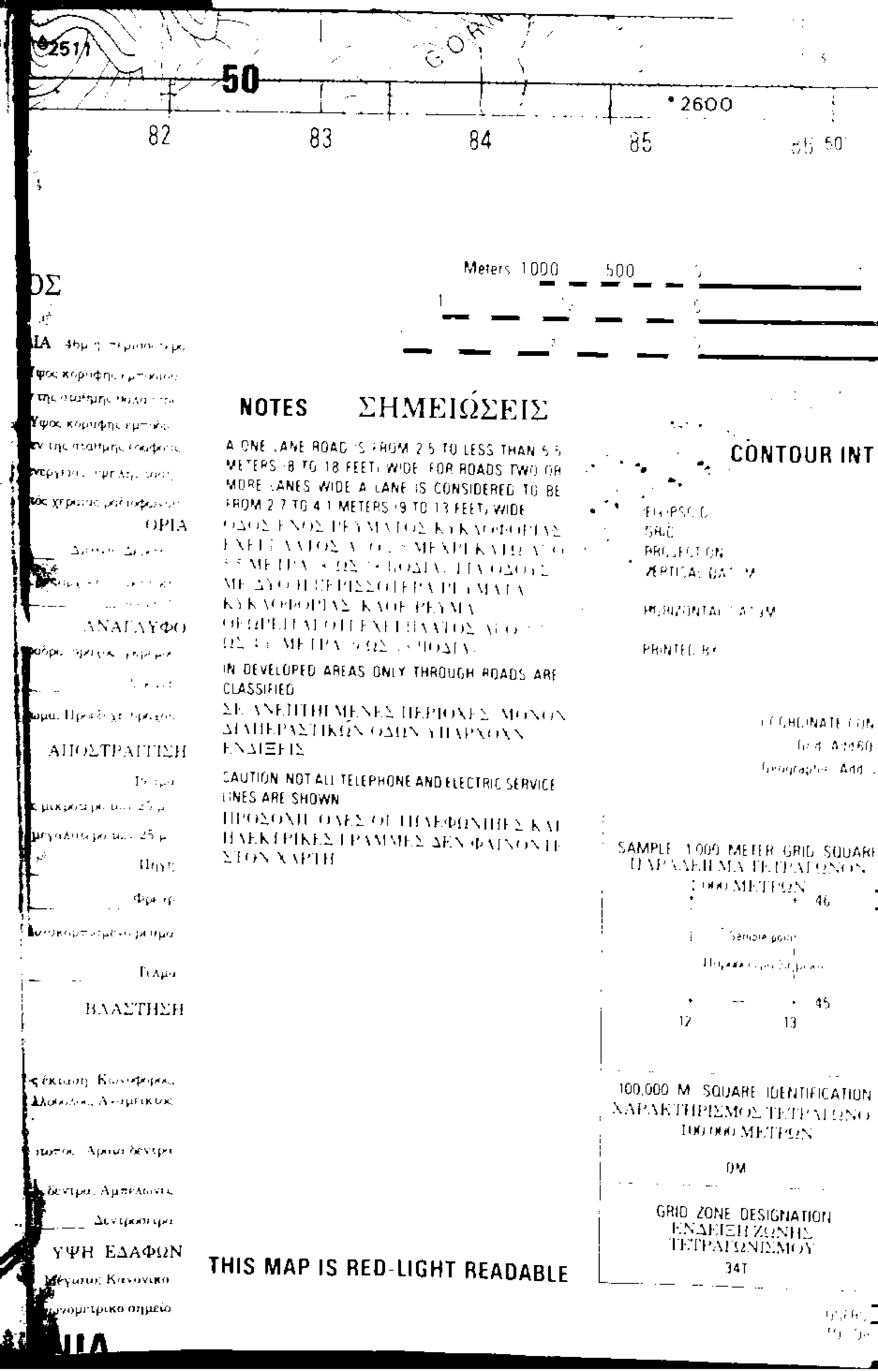

50
2600
82
83
84
85
Meters 1000
500
NOTES ΣΗΜΕΙΩΣΕΙΣ
A ONE LANE ROAD IS FROM 2.5 TO LESS THAN 5.5 METERS (8 TO 18 FEET) WIDE. FOR ROADS TWO OR MORE LANES WIDE A LANE IS CONSIDERED TO BE FROM 2.7 TO 4.1 METERS (9 TO 13 FEET) WIDE.
IN DEVELOPED AREAS ONLY THROUGH ROADS ARE CLASSIFIED
CAUTION: NOT ALL TELEPHONE AND ELECTRIC SERVICE LINES ARE SHOWN
THIS MAP IS RED-LIGHT READABLE
CONTOUR INT
ΟΡΙΑ
ΑΝΑΓΛΥΦΟ
ΑΠΟΣΤΡΑΓΓΙΣΗ
ΒΛΑΣΤΗΣΗ
ΥΨΗ ΕΔΑΦΩΝ
SAMPLE 1,000 METER GRID SQUARE
46
45
12
13
100,000 M. SQUARE IDENTIFICATION
ΧΑΡΑΚΤΗΡΙΣΜΟΣ ΤΕΤΡΑΓΩΝΟΥ 100.000 ΜΕΤΡΩΝ
DM
GRID ZONE DESIGNATION
ΕΝΔΕΙΞΗ ΖΩΝΗΣ ΤΕΤΡΑΓΩΝΙΣΜΟΥ
34T

Marfat.com

Marfat.com

53314

ہدیۂ تشکر!

میں جناب حضرت علامہ مولٰنا مولوی سیّد ذکریا شاہ صاحب بنوری مدظلہ العالی کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے رسالہ "کشف الغمہ" مرحمت فرمایا۔ جس کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے ——

(فقیر) محمد امیر شاہ
یکہ توت۔ پشاور

Marfat.com

ضروری گذارش

یہ ایک واضح حقیقت ہے۔ کہ ملتِ اسلامیہ الحاد اور دہریت کے ایک مہیب اور خوفناک دور سے دوچار ہے۔ ہمارا نوجوان طبقہ خصوصاً اور عوام عموماً نام اور نسل کے اعتبار سے تو مسلمان ہے، مگر تہذیب، وضع قطع اور افعال و کردار کے لحاظ سے قرآن و سنت سے بہت دور ہو گیا ہے۔ آج ہماری آنکھیں اسلام کے ان نوجوانوں کو دیکھنے کیلئے ترس گئی ہیں جن کی نگاہوں میں فرشتوں کا حیا اور تقدس تھا جن کی زبان ہر وقت یادِ الٰہی میں مصروف تھی۔ جن کا دل خوفِ الٰہی سے ہر وقت لرزاں تھا۔ اور جن کا عمل و اعتقاد سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سنت کا بہترین نمونہ تھا لیکن جب ہم اپنے اعمال و اعتقادات پر غور کرتے ہیں۔ تو قلب کو صرف صدمہ ہی نہیں پہنچتا۔ بلکہ شرم کی وجہ سے ہماری گردنیں جھک جاتی ہیں۔ بجائے اسکے کہ ہم قرآن و سنت کی پیروی کریں۔ ہم اسلام ہی کو فرسودہ سمجھنے لگے ہیں سنت اور فقہ کا انکار ہے، تصوف اور طریقت کا کھلے بندوں مذاق اڑایا جاتا ہے۔ اولیاء اللہ کی کرامات کا انکار کیا جاتا ہے۔ اور یہ تمام اعتراضات وہی لوگ کرتے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان ہونے کا مدعی سمجھتے ہیں۔ اسلام پر تو اس وقت سے ہی اعتراضات ہوتے چلے آ رہے ہیں جبکہ مکہ مکرمہ کی گلیوں اور بازاروں میں اس کی تبلیغ شروع ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ خود اس دین اسلام کا محافظ اور حامی و ناصر ہے۔ اس نے اس کو اتنی قوت بخشی کہ تمام ادیان پر غالب فرمایا۔ اس بات پر دکھ نہیں کہ غیر مسلم اعتراض کرے اور انکار کی راہ تلاش کرے۔ مگر دکھ تو اس وقت ہوتا ہے جب باغبان ہی گلچین بن جاتا ہے۔ اس گھر کو گھر کے چراغ ہی خود آگ دکھانے لگے۔ وہ

Marfat.com

لوگ جو خود کو ضابطۂ اسلام کا پابند کہکر بھی اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی اور پیشوا مان کر حضور کے ارشادات سے منحرف ہو جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو حجت تسلیم کر کے احادیث کا انکار کرتے ہیں ۔ کیا یہ دین اسلام کے ساتھ کھلی دشمنی نہیں کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے بغاوت نہیں کرتے ؟ ؎

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی پہ معاف ❖ آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

عوام تو ہیں ہی عوام، علماء کا یہ عالم ہے کہ علی الاعلان کرامات اولیاء اللہ کا انکار کرتے ہیں ۔ اور کرامات اولیاء اللہ تسلیم کرنے والوں کو مشرک اور بدعتی کا لقب دینے میں ذرا سی جھجک بھی محسوس نہیں کرتے ،

کافی دنوں سے خیال تھا ۔ کہ اس مسئلہ پر ایک رسالہ لکھوں اتفاقاً ایک روز حضرت علامہ مولٰنا سید ذکریا شاہ صاحب بنوری مدظلہ العالی سے اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی ، تو انہوں نے اپنا عربی میں تحریر کردہ یہ رسالہ مرحمت فرمایا ۔ جس کا ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ سے لوگوں کے اعتقادات کو درست فرماوے ۔ اور اہل حق ، اہلِ سنت والجماعت پر قائم رکھے ۔ آمین ۔

ناسپاسی ہوگی ۔ اگر مولٰنا مولوی حافظ عبد الحمید صاحب نقشبندی کا بھی شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے ترجمہ کرنے اور ترتیب دینے میں مدد فرمائی ۔

سگ درگاہ عالیہ قادریہ سید حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(فقیر) محمد امیر شاہ

یکہ توت ۔ پشاور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ

اے میرے مالک و مولیٰ، میں ہر حال میں تیری صفت و ثنا کرنے والا ہوں اور تو ہر حال میں تعریف کیا گیا ہے۔ اے مالکِ حقیقی اپنے محبوب نبی مختار پر درود بھیجئے۔ اور اُن کی آل اور اُن کے اصحاب پر بھی رحمت بھیجئے۔ جو کہ قیامت کے روز اِس امت مرحومہ کی شفاعت کریں گے۔

امّا بعد یہ فقیر، جو کہ بُرائیوں اور خطاؤں کا پُتلا ہے۔ اور جس کی کنیت ابوالحامد ہے۔ اور جو (سید ذکریا شاہ، بنوری، رضوی، حنفی، نقشبندی، پشاوری۔ کے نام سے مشہور ہے۔) عرض پرداز ہے۔ کہ واعظ کی ایک مجلس میں سید السادات حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی کرامات بعد الموت کا ذکر آیا۔ تو بعض اصحابِ مجلس نے کہا۔ کہ موت کے بعد کسی ولی سے کرامات کا صدور ناممکن ہے اور حضرت شافع المحشر صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے استدلال کیا قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اور بطور شہادت، صاحب (بدا الامالی فی التوحید کا جو قول پیش کیا۔ کرامات الولی جد ار دنیا۔)

ترجمہ:۔ ولی کی کرامات اس دنیا میں ہی ثابت ہیں۔

لیکن بعض نے اس نظریہ کی تردید کرتے ہوئے کہا۔ کہ بعض چیدہ چیدہ اولیاء کرام کی کرامات کا صدور بعد الموت اِن آنکھوں سے دیکھا گیا ہے۔ اور متقدم الذکر نظریہ غلط ہے۔ کیونکہ مشاہدہ سے اس کا خلاف ثابت ہے۔ پس میں نے ارادہ کیا۔ کہ اس بارے میں کچھ لکھوں۔ تاکہ جھوٹ اور سچ

Marfat.com

کھوٹے اور کھرے میں تمیز ہو جائے۔ اِس لئے بارگاہِ رب التعالےٰ سے اجازت لے کر (یعنی استخارہ کے بعد) میں نے اس اہم کام کو شروع کیا۔
وما توفیقی اِلاّ باللہ علیہِ توکلت والیہِ انیب

Marfat.com

پہلا باب

کرامت کی تعریف

یہ باب اس بارے میں باندھا گیا ہے۔ کہ خرقِ عادت و کرامت اصطلاحاً معنًا کے لحاظ سے ایک ہی چیز ہے۔

(۱) حضرت امام عمر نسفی نے اپنی تصنیف (عقائد) میں لکھا ہے۔ کہ کراماتِ اولیاء حق ہے۔ پس کرامت خرقِ عادت کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔

(۲) علامہ تفتازانی نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ولی کی کرامت خرقِ عادت کے طور پر اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ (نبوت کا دعوٰی کرنے کے بغیر) اور اسی بارے میں کچھ آگے چل کر وہ فرماتے ہیں۔ کہ خرقِ عادت کی نسبت اگر حضور سرورِ کونین کے ساتھ ہو تو وہ معجزہ ہوگا۔ اور اگر یہ خرقِ عادت اس کی امت کے بعض آدمیوں کی طرف منسوب ہو تو اس کو کرامت کہیں گے۔

(۳) حضرت علامہ ذکریا انصاری شافعی کی مشہور تصنیف "شرح منفرجہ" میں مذکور ہے۔ کہ کرامت وہ خرقِ عادت ہے۔ جو کہ ایک ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ جو کہ نبوت کا دعوٰی نہ کرے۔ اور کرامت کا ثبوت ہی یہی ہے۔ کہ وہ ایک ولی سے صادر ہو۔

(۴) حضرت علامہ شہاب الدین احمد بن احمد سجاعی نے اثباتِ

Marfat.com

کراماتِ الاولیاء کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے۔ اُس میں آپ رقم طراز ہیں۔ اُن کے الفاظ کا بعینہٖ یہ ترجمہ ہے پس تو سمجھ لے کہ کرامات۔ کرامت کی جمع ہے۔ اور وہ ایسی خرقِ عادت ہے۔ جو نہ تو نبوت کے ساتھ تعلق رکھے اور نہ نبوت سے پہلے زمانہ سے متعلق ہو۔ اور وہ ایسے شخص سے ظاہر ہو۔ (۱) جس کا ظاہر اصلاح پر مبنی ہو۔ (۲) وہ کسی نبی کا متبع ہو۔ (۳) اس کی شریعت کا پابند ہو۔ (۴) اس کا اعتقاد صحیح ہو۔ (۵) اس کے اعمال صالح ہوں۔ (خواہ اعمالِ صالح کا اس کو علم ہو یا نہ)

(۵) اور رسالہ قشیریہ میں مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کچھ تقریر کے بعد کرامات اولیاء کے بارے میں اس طرح لکھا ہے:۔

کرامت ایک ایسا فعل ہے جو کہ بیشک حادث ہے۔ کیونکہ قدیم کی تعریف یہ ہے کہ وہ خاصہ باری تعالیٰ کا ہو اور کرامت خرقِ عادت ہے۔ صفحہ ۱۵۹ ج ۱۔

(۶) حضرت علامہ ابراہیم بیجوری (کفایۃ العوام فی علم الکلام) کے حاشیہ پر تحتِ قول ایدہم بالمعجزات ارشاد فرماتے ہیں۔" اور کسی نے اس قول کی تشریح کرتے ہوئے خرقِ عادت کی تمام قسمیں مندرجہ ذیل طور پر منظوم کردی ہیں۔

(۱) اگر تو کوئی امر خرقِ عادت کے طور پر واقع ہوتے ہوئے دیکھے تو اگر وہ کسی نبی کی طرف سے صادر ہو تو اس کو معجزہ کہیں گے۔

(۲) اور اگر وہ خرق عادت اس نبی سے قبل از بعثت صادر ہو تو اس کو ارہاص کہیں گے۔ اور یہ آثار و تابعین سے ثابت ہے۔

(۳) اور اگر وہ کسی وقت کسی ولی سے ظاہر ہو تو از روئے تحقیق صاحبانِ

Marfat.com

فراست کے نزدیک وہ کرامت ہے۔

(۴) اور اگر عوام میں سے کسی ایک سے یہی خرقِ عادت ظاہر ہو تو اس کو حق سمجھو اور شارعین کے نزدیک اس کا مشہور نام معونت ہے۔

(۵) اور اگر کسی فاسق سے ایک کام اس کی مرضی کے مطابق بطور نقض عادت ظاہر ہو جائے تو شارعین کی اصطلاح میں اس کو استدراج کہتے ہیں۔

(۶) مندرجہ بالا امور کے ماسوا کوئی خرقِ عادت "اہانت ہے" کرامت نہیں بن سکتی۔ اور جو شخص واقفیت حاصل کرنا چاہے۔ اس کو جاننا چاہیئے۔ کہ خرقِ عادت کی تمام قسموں کا مندرجہ بالا ہی خلاصہ ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ خرقِ عادت اور کرامت مترادف الفاظ ہیں۔ اور جس نے گوہرافشانی کی ہے۔ کہ خرقِ عادت اور ہے۔ کرامت اور ہے۔ یا یوں کہا کہ خرقِ عادت ہے اور کرامت نہیں۔ تو اس پر اس دعوے کے لئے ثبوت واجب ہے۔ کیونکہ کسی مقصد کی جیت اور ہار امتحان کے وقت دلیل کی جانچ اور پڑتال پر موقوف ہے۔

دوسرا باب

کرامات اولیار بعد ازممات

یہ باب اس بارے میں ہے۔ کہ شہید کی طرح ولی کی کرامت بھی اس کے انتقال کے بعد منقطع نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کی کرامت بعد الممات حال حیات کی کرامت سے زیادہ اظہر اور اقویٰ ہوتی ہیں۔ صاحب تفسیر مظہری

Marfat.com

آیہ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ اَمْوَاتٌ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ یہ آیۂ مبارکہ شہدائے بدر کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جو کہ تعداد میں چودہ اصحاب تھے۔ ان میں سے چھ مہاجرین سے اور آٹھ انصار سے تھے۔ اُس وقت لوگ یہ کہا کرتے تھے۔ کہ شہید مرجاتا ہے۔ اور دنیا کی نعمتوں سے محروم کیا جاتا ہے۔ پس اللہ جل شانہٗ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا۔ بَلْ اَحْيَاءٌ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اُن کے ارواح کو اجسام کی طاقت عطا فرماتا ہے۔ پس وہ زمین پر۔ آسمانوں پر اور جنت میں جہاں چاہیں چلے جاتے ہیں۔ اور اپنے احباب کی مدد کرتے ہیں۔ اور اُن کے دشمنوں کو تباہ کرتے ہیں۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

اسی زندگی کی وجہ سے۔ زمین ان کے اجسام کو نہیں کھا سکتی۔ حضرت امام بغوی فرماتے ہیں۔ کہ یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ ان کے ارواح رات بھر عرش کے نیچے رکوع و سجود کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ یہ ارشاد مصطفوی ہے کہ شہداء جس وقت جام شہادت نوش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو خوبصورت جسم عطا فرماتا ہے۔ پھر شہید کے روح کو حکم ہوتا ہے۔ کہ اس نئے جسم میں داخل ہوجا۔ پھر وہ شہید اپنے پہلے جسم کی طرف دیکھتا ہے۔ کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ پھر وہ یہ سوال اسی غرض سے کرتا ہے کہ اس کو یقین ہوتا ہے۔ کہ شہداء سنتے ہیں۔ اور پھر ان کی طرف دیکھتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے۔ کہ شہداء دیکھتے ہیں۔ پھر اس کے لئے پاک بیویاں یعنی حورعین آکر اس کو اپنے ساتھ لے جاتی ہیں۔ ابن مندہ نے اس حدیث کو مرسلاً روایت کیا۔ اور صحیح مسلم میں ابن مسعود سے یہ حدیث مرفوعاً نقل ہے کہ شہداء کے ارواح سبز پرندوں کے قالب لیکر جنت میں

Marfat.com

جہاں سے چاہیں کھاتے اور پیتے ہیں۔ اور پھر وہ نور کی قندیلوں میں عرش کے نیچے پناہ لیتے ہیں۔

علماء کی ایک جماعت اس طرف چلی گئی ہے۔ کہ یہ زندگی شہداء کے ساتھ مختص ہے۔ لیکن میرے نزدیک حق یہ ہے۔ کہ صرف شہداء کے ساتھ ہی اس کا تعلق نہیں ہے۔ بلکہ انبیاء کی حیات اُن سے زیادہ قوی ہے۔ اور خارج میں اس کے آثار اس قدر شدت کے ساتھ ظہور پذیر ہیں۔ کہ نبی کے وصال کے بعد اس کی ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح جائز نہیں (خلاف شہداء)

اور صدیق بھی درجہ میں شہداء سے افضل ہیں۔ اس کے بعد صلحا و اولیاء ہیں۔ جو کہ شہداء کے ساتھ مذکور ہیں۔ قرآن حکیم میں اسی ترتیب سے یہ مراتب مذکور ہیں "مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ۔ ترجمہ انبیاء۔ پھر صدیق۔ پھر شہداء اور پھر صالحین میں سے اور اسی لئے صوفیاء کرام فرماتے ہیں" ارواحنا اجسادنا واجسادنا ارواحنا۔" ترجمہ:۔ ہمارے روح ہمارے جسم ہیں اور ہمارے جسم ہمارے روح ہیں۔ اور نہایت ہی کثرت سے اولیاء اللہ سے ثابت ہے کہ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں۔ جو کہ اپنے احباب کی مدد فرماتے رہتے ہیں۔ اور ان کے اعداء کو مٹاتے رہتے ہیں۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ چاہے اُن کی ہدایت بھی فرماتے رہتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی بھی فرماتے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ کو نبوۃ کی وراثت سے کمالات حاصل ہو گئے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ شریعت نے صدیقوں اور مقربوں کو جو یہ خطاب دیئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنی بارگاہ عالیہ سے وجود بخشتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ انبیاء اور شہداء اور بعض صالحین کے وجود کو

Marfat.com

مٹی نہیں کھاتی۔ اس کلام کی تفصیل حد سے زیادہ ہے۔ یہاں تک کہ صوفیائے کرام فرماتے ہیں۔ کہ مروزی حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھ کو یہ خبر ملی ہے۔ کہ مٹی اس وجود پر قبضہ نہیں کر سکتی جس سے کوئی گناہ صادر نہ ہوا ہو۔ میرے خیال میں اس جملے کا مصداق ولی اللہ ہے۔ کیونکہ اولیاء اللہ گناہوں سے محفوظ ہیں اور مغفرت باری ان کو اس طرح ڈھانپ لیتی ہے کہ ان کے قلوب اور ان کے اجسام پاک ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم یہاں صاحب تفسیر مظہری کا بیان ختم ہوتا ہے۔ صفحہ ۱۲۱۔

میری رائے میں صاحب تفسیر مذکور نے جو حدیث بیان کی ہے (کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ارواح کو اجساد کی قوت دی ہے۔ اور وہ زمین پر و آسمان پر اور جنت میں چلتے ہیں۔ الخ) اس میں کرامت بعد الموت کے لئے واضح دلیل پائی جاتی ہے۔ کیونکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی مذکورہ بالا دو حدیثوں میں صاف ظاہر ہے۔ کہ شہید کو جب دوسرا جسم عطا کیا جاتا ہے تو وہ اس طرح گویا ہوتا ہے۔ اور یہ کہ ان کے ارواح سبز پرندوں کے قالب میں جنت میں پھرتے اور غذا حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اور پھر عرش کے نیچے قنادیل میں پناہ لیتے ہیں۔ یہ سب کرامات ہیں جو کہ بعد الموت ثابت ہیں۔

حضرت امام حافظ عبد العظیم منذری نے اپنی کتاب الترغیب والترہیب میں اس طرح نقل کیا ہے۔ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے ایک قبر کے اوپر ایک خیمہ نصب کیا۔ ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ یہ ایک ایسے شخص کی قبر ہے جو کہ سورۂ ملک کی تلاوت کر رہا ہے۔ اس صحابی نے یہ تلاوت سنی۔ یہاں تک کہ وہ

Marfat.com

سورت ختم ہو گئی۔ اس کے بعد وہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول، میں نے ایک قبر پر خیمہ نصب کیا۔ لیکن میں نہیں جانتا تھا۔ کہ یہ قبر ہے۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا۔ کہ یہ ایک شخص کی قبر ہے جس نے سورۂ ملک کی تلاوت فرمائی میں اس کو سنتا رہا۔ حتیٰ کہ سورہ ختم ہو گئی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ سورۂ ملک عذاب قبر سے نجات دینے اور روکنے والی ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا۔ کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اور شارح فاضل فیومی نے کہا۔ کہ اس کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ الخ۔ حضرت شیخ الاسلام علامہ شہاب الدین احمد بن احمد حموی رحمۃ اللہ علیہ اس کلام کو اپنی کتاب موسوم بہ نفحات القرب والاتصال باثبات التصرف لاولیاء اللہ تعالیٰ والکرامۃ بعد الانتقال) میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ سورۂ ملک کی تلاوت سے یہ ثابت ہے۔ کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تقریر فرمائی وہ اس شخص مذکور کی کرامت بعد الموت پر ایک واضح دلیل ہے۔ کیونکہ حضورؐ نے میت کا سورۂ ملک کی تلاوت کرنا اقرار کرکے فرمایا کہ یہ عذاب قبر کے لئے مانع ہے۔ اور نجات دینے والی ہے۔ اور حضور کی تقریر جیسا کہ اصول کی کتابوں میں وارد ہے۔ احکام کے ثابت کرنے میں شرعی دلیل ہے اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے۔ اور جس چیز کو ہم نے دلائل سے ثابت کر دیا ہے۔ وہ قاضی القضاۃ اوشی حنفی کے اس قول کے منافی نہیں ہے۔ جو کہ انہوں نے کتاب بدء الامالی میں دربارہ عقائد منظوم کیا ہے۔ اور وہ قول یہ ہے۔ (کرامات الولی بدار دنیا۔ لھا کون فھم اھل النوال) اہل علم کے نزدیک ولی کی کرامت کا تعلق

Marfat.com

اس دنیا کے ساتھ ہے۔ نہ کسی ظاہر روایت سے اور نہ کسی نص سے یہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ اولیاء اللہ کی کرامات بعد موت منقطع ہو جاتی ہیں۔ اور نہ ہی یہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ ان کی کرامات کسی خاص حالت کے ساتھ مختص ہیں۔ کیونکہ دنیا سے مراد وہ تمام مخلوقاتِ عالم ہیں جن میں جواہر اور اعراض بھی شامل ہیں۔ اور دار دنیا دار آخرت سے پہلے ہے۔ قاضی القضات اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا کلام میں جو دنیا کا لفظ وارد ہوا ہے وہ آخرت کے مقابل ہے۔ اور آخرت سے مراد وہ زمانہ ہے جو کہ قبروں سے اٹھنے کے بعد کا ہے۔ اس سے پہلے کا زمانہ ہرگز مراد نہیں ہے۔ یہاں تک کہ یہ زمانہ جس کو دنیا کہتے ہیں موت سے لے کر حشر تک ہے۔ قاضی القضات کے قول سے بظاہر کسی قدر تعارض کا احتمال پیدا ہوتا ہے۔ لیکن دلیل اس کی تائید نہیں کرتی۔ کیونکہ ابن قیم نے ابی لیعلی سے نقل کیا ہے۔ کہ عذاب قبر دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ حشر سے پہلے واقع ہوتا ہے اور موت کے بعد سلسلہ حیات کے منقطع ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کی مدت بھی نامعلوم ہے۔ اس نظریہ کی تائید الجلال نے شرح الصدور میں کی ہے۔ اور پھر اس قول کی دوسری تائید ہنا دین سری نے زہد میں بذریعہ حدیث کی ہے۔ جس کے راوی مجاہد ہیں اور وہ فرماتے ہیں۔ کہ کفار کو عذاب آخرت سے پہلے شروع میں ایک اونگھ آئے گی جس میں وہ نیند جیسی لذت پاتے ہیں۔ اور یہ حالت قیامت کے دن تک رہتی ہے۔ جبکہ اچانک قبروں سے آواز سنی جائے گی۔ اور کافر یہ کہیگا اے افسوس ہم کو اپنی خواب گاہوں سے کس نے اٹھایا۔ اس وقت اس کے ساتھ مومن کی قبر سے یہ آواز آئے گی۔ کہ یہ وہ وعدہ ہے۔ جو کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ کیا تھا۔ اور پیغمبروں نے سچ فرمایا تھا۔ اور کتاب مواہب لدنیہ میں صحیح اسناد کے ساتھ یہ قصہ مذکور ہے۔ کہ حضرت ابن عباس سے سوال کیا گیا۔ کہ کیا قیامت کا دن دنیا سے ہے یا کہ آخرت سے پس آپ نے جواب دیا۔ کہ اس کا وہ نصف حصہ جس میں کہ قبروں سے جدائی ہوتی ہے۔ اور امتحان واقع ہوتا ہے وہ دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس کا دوسرا نصف حصہ جس میں کہ دوزخیوں کو دوزخ کی طرف اور جنتیوں کو جنت کی طرف لے جاتے ہیں۔ وہ آخرت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس حدیث کے وہ راوی جو کہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں عکرمہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو کہ ان کے آزاد کردہ غلام تھے۔

پس جب قیامت کا دن اس وقت واقع ہوگا۔ جبکہ برزخ اور جو کچھ اس سے متعلق ہے سب فناہ ہو جائیں گے۔ اور پھر یوم قیامت کا پہلا نصف حصہ دنیا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ تو اب حدیث صحیح کی رو سے حقیقتاً ثابت ہوا۔ کہ برزخ دنیا سے ہے۔ اور اس کا یہ کی رو سے دار دنیا سے مراد یہ ہوئی۔ کہ اولیاء اللہ کی کرامات کا وقوع بعد از موت جوازاً ثابت ہے۔ اسی لیئے جہاں اس شعر کی کئی ایک حضرات نے تشریحات کی ہیں۔ ان میں سے ایک نے بھی میرے نظریہ کی تردید نہیں کی۔ اور کسی نے اس شعر کا مطلب یہ نہیں لیا۔ کہ مرنے کے بعد اولیاء کی کرامات منقطع ہو جاتی ہیں۔ بلکہ اس کتاب (بدءُ الامالی) کے شارح حضرت علامہ جلال البخاری نے ایک عجیب نکتہ بیان فرما کر تمام شکلات کو حل کر دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ دنیا کی قید اس واسطے لگائی گئی ہے۔ کہ معتزلہ کا رد ثابت ہو جائے۔ جائے اور ان کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے۔

Marfat.com

کہ دار آخرت تو تمام مومنین کے لئے محل کرامت ہے۔ اس لئے اولیاء اللہ کی کرامات کا ظہور اس دنیا میں بعد الموت زیادہ مفید مطلب اور بدرجۂ اتم ایک کمال ہے۔

ایک اور شارح علیہ الرحمت یعنی علامہ سمہودی اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے اور دارِ دنیا کے عقدہ کو حل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ عقلاً اولیاء اللہ کی کرامات بعد از موت کو کرامات قبل الموت سے زیادہ ظاہر اور روشن ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان کی روح موت کے بعد دنیا کی آلائشوں سے صاف ہو جاتی ہے۔ اور وہ زیادہ لطیف اور نورانی ہو جاتی ہے۔ اور اس دعویٰ کی دلیل مشاہدہ ہے۔ جو کہ کثیر الوقوع ہے۔ یہ معنیٰ ناظم (قاضی القضاۃ) کے شعر میں پوشیدہ ہے۔ کیونکہ ان کا قول (بدارِ دنیا) قبل موت اور بعد الموت دونوں پر صادق آتا ہے۔ اب ان دلائل سے ظاہر ہو گیا کہ جس نے زیر بحث شعر سے یہ نتیجہ نکالا کہ انتقال کے بعد اولیاء اللہ کی کرامات کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ کو بھی اس کا قائل ثابت کرنے کی کوشش کی۔ وہ ایک وہم میں مبتلا ہے۔ اور ہدایت کے راستے سے بھٹکا ہوا ہے۔ کیونکہ حضرت امام ہمام ابو حنیفہ سے نہ مرفوعاً نہ اصولاً کوئی ایسا قول ثابت ہے جس سے نفی کرامت بعد الموت ثابت ہو۔ اس کے قطع نظر تینوں مذاہب یعنی شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ کی کسی کتاب میں ایک حرف بھی ایسا ثابت نہیں ہوا۔ جو کہ ان حضرات کی کرامات بعد الموت کی نفی کر سکے۔ پھر جو شخص یہ دعویٰ کرے اور ایسی نفی کو ثابت کرنا چاہے۔ تو وہ اپنی دلیل پیش کرے۔ اور میدان میں آجائے کیونکہ کسی کی جیت یا ہار۔ کامیابی یا ذلت کا پتہ میدان میں چلتا ہے۔

Marfat.com

امام ہمام۔ عالی مقام حضرت ابوحنیفہ کی طرف جو اس قول کی نسبت کی گئی ہے۔ تو ان کی کرامات کا وقوع بذاتِ خود بعد الممات ثابت ہے۔ دیکھئے کتاب شرح مقدمۂ امام ابولیث سمرقندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔ مصنفہ فاضل قرمانی دربارہ کرامات امام ابوحنیفہ بعد الموت۔

آئمہ مجتہدین روایت کرتے ہیں۔ کہ امام مذکور کو غسل دینے لگے۔ تو آپ کے پہلو پر ایک سطر لکھی ہوئی نظر آئی۔" یا ایھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃً مرضیۃً۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی"۔ ترجمہ:۔ اے تسلی یافتہ روح اپنے رب کی طرف چل دراں حالیکہ تو راضی اور راضی کی گئی ہے۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں پہنچ جا۔

پھر دائیں ہاتھ پر یہ لکھا ہوا نظر آیا۔" ادخل الجنۃ بما کنتم تعملون"۔ ترجمہ:۔ اپنے اعمال صالحہ کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ بائیں ہاتھ پر یہ لکھا ہوا نظر آیا" انا لا نضیع اجر من احسن عملاً"۔ ترجمہ:۔ ہم نیکوکاروں کے اعمال کا اجر ضائع نہیں کیا کرتے۔ اور آپ کے بطن مبارک پر لکھا ہوا تھا۔" یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنّٰت لھم فیھا نعیم مقیم"۔ ترجمہ:۔ ان کو اپنا رب اپنی رحمت اور رضوان اور باغات عطا کرنے کی خوشخبری دیگا۔ اُن باغات میں اُن کے لئے ہمیشہ کے لئے نعمتیں ثابت ہونگی۔ جب اُن کو جنازہ پر رکھا۔ تو ایک ہاتف کی آواز سنائی دی گئی۔ جو باوازِ بلند کہہ رہا تھا۔ اے اپنے لمبے قیام سے راتوں کو جاگنے والے' زیادہ تہجد پڑھنے والے اور زیادہ روزے رکھنے والے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو

Marfat.com

بہشت عطا کی ہے۔ اور جب قبر میں رکھے گئے۔ تو ہاتف کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔ تیرے لئے جنت کے باغ اور باغیچے اور جنت کی نعمتیں ہیں۔ اسقدر بیان جو اوپر گذر چکا ہے۔ وہ موت کے بعد کی کرامات کے ثبوت کے ساتھ متعلق تھا۔

تصرّف اولیاء

نوٹ:۔ "تصرف اولیار کے متعلق جاننا چاہیئے۔ کہ جو تصرف ان کی زندگی کے دوران میں ثابت ہو۔ وہ ان کی کرامات میں سے ہے۔ اور وہ ہر ایک زمانہ میں اسقدر کثرت سے مشاہدہ کیا جا چکا ہے۔ کہ اس میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ اور سوائے ایک ہٹ دھرم انسان کے دوسرا کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ علامہ تاج سبکی فرماتے ہیں۔ کہ تصرف اولیار ان کی مختلف کرامات سے ایک کرامت ہے۔ اگر ان کی کرامات کو جنس قرار دیا جائے۔ تو ان کے تصرف کو نوع قرار دیں گے۔ دنیا میں تو ان کی کرامات سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں سے بعض نے بڑے بڑے کام کئے۔ جو عقلاً محال تھے۔ اب جب کرامات موت کے بعد منقطع نہیں ہو سکتیں جیسا اوپر گذر چکا ہے۔

تو تصرف جو کرامات کی نوع ہے کس طرح مرنے کے بعد ساقط ہوگا۔ پھر تصرف کے بارے میں ایک نکتہ قابلِ ذکر یہ ہے۔ کہ یہ تصرف اللہ تعالیٰ کے اذن اور مشیت سے واقع ہوتا ہے۔ اور از روئے تخلیق و ایجاد نہیں ہوتا بلکہ اس ایجاد اور تخلیق میں اس کا کوئی شریک ہی نہیں ہے۔ اور ذات باری اس تصرف سے ان کی عزت بڑھاتا ہے۔ اور خرقِ عادت

Marfat.com

کے طور پر ان کے ہاتھوں اور زبانوں سے تصرف کراتا ہے۔ یہ تصرف کبھی الہام سے کبھی نیند سے کبھی ان کی دعا سے کبھی ان کے فعل اور اختیار سے اور کبھی بغیر قصد شعور اور اختیار کے واقع ہو جاتا ہے۔ یہ تصرف کبھی کبھی ایک ہونہار بچے سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ کبھی اولیاء اللہ کے توسل سے جو کہ ان کی زندگی میں طلب کیا جائے۔ یا بعد از ممات ہو۔ تصرف ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ سب خداوند تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں۔

اولیاء اللہ سے سوال کرنے سے لوگوں کا یہ مقصد معاذ اللہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ معاذ اللہ قبل الموت یا بعد الموت ایجاد و تخلیق کے مالک ہیں یا مستقل طور پر تصرف کرتے ہیں۔ بلکہ مسلمان کے لئے یہ ارادہ تو در کنار اس کے دل میں کبھی یہ خیال نہیں گذرے گا۔ کہ اولیاء اللہ کا تصرف از روئے خلق و ایجاد مستقل طور پر ہے۔ جب کسی عاقل کو یہ گمان تک نہیں ہو سکتا۔ تو کس طرح اس تصرف کو تلبیس فی الدین و تشویش علی الموحدین قرار دے سکتے ہیں۔ یعنی اس سے دین میں شرک کا شائبہ نہیں پایا جاتا۔ اور نہ ہی توحید کے قائلوں پہ کوئی حرف آسکتا ہے۔

علامہ تاج الدین سبکی کا کلام ختم ہوا۔ جو اس سے واقفیت حاصل کرنا چاہے۔ اس کو چاہیئے۔ کہ مذکورہ بالا رسالہ دیکھ لے۔ تاکہ اس پہ مکمل حالات ظاہر ہو جائیں۔ اور اللہ تعالےٰ ہی ہر ایک قسم کی اچھائی اور خوبی کا رستہ دکھانے والا ہے۔

آخرت کی منزلوں میں سے برزخ کا پہلی منزل ثابت ہونے والی حدیث کی تشریح

سرور عالم صلی اللہ علیہ کے ارشاد گرامی کے متعلق یعنی برزخ آخرت

Marfat.com

کی منزلوں میں سے پہلی منزل[1] ہے۔ اتنا جتلا دینا ضروری ہے کہ حضورؐ نے یہ تشبیہ مثال کے طور پر بیان فرمائی۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور وجہ تشبیہ یہ ہے۔ یعنی مرنے کے بعد انسان اپنے اعمال کا مکلف نہیں رہتا۔ چونکہ نہ تو برزخ میں اور نہ آخرت میں وہ اپنے اعمال کا مکلف ہے۔ اس لئے یہ تشبیہ دیدی حضرت علامہ امیر شیخ عبد السلام مالکی کی کتاب الجوہرہ دربارہ علم الکلام کی تشریح کرتے ہوئے۔ (صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ مصر) پر رقم طراز ہیں کہ جب کرامت کا صدور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ تو ولی کی حیات اور موت کا سوال

[1] پہلی منزل سے مراد یہ نہیں ہے۔ کہ برزخ آخرت میں شامل ہو گئی کیونکہ حضرت ابن عباس کی حدیث اس مفہوم کی صاف تردید کر رہی ہے۔ اور وہ آگے مفصل بیان کی گئی ہے۔ منزل کے لفظ کی تشریح کیلئے فاضل مصنف رسالہ ہذا نے حضرت ابن عباس کی حدیث کو کافی سمجھا ہے۔ ویسے عقلاً یہ بات بھی بعید القیاس ہے۔ کہ پہلی منزل کو منزل مقصود سمجھا جائے اسکی مثال یہ ہے۔ کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان اگر سترہ منازل ہیں تو جو شخص مکہ معظمہ سے ایک منزل طے کر لے تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ وہ مدینہ منورہ پہنچ گیا جبکہ کل فاصلہ مکہ معظمہ سے ۲۰۰ میل ہے۔ تو ۱۲ میل طے کرنے سے وہ منزل مقصود پہ نہیں پہنچا۔ بلکہ اس پہلی منزل کا شمول مکہ میں ہے۔ اور وہ ابھی مکہ کے قرب و جوار میں ہی ہے۔ کیونکہ الحق للقریب ثم للبعید۔ اسی مفہوم کی تشریح بذریعہ حدیث حضرت ابن عباس نے فرما دی ہے۔ بلکہ اُن کے قول کے مطابق تو روز قیامت کا پہلا نصف حصہ بھی دنیا سے متعلق ہے۔ کما سیأتی۔
ہاں اگر مسافر نصف سے زیادہ فاصلہ طے کرے تو پھر اس کی منازل مدینہ کے قریب متصور ہوں گی۔

Marfat.com

ہی اٹھ جاتا ہے ایک دن شیخ المشائخ۔ علامہ شیخ محمد شوبری سے مندرجہ
ذیل سوالات کئے گئے :۔
(۱) اولیاء کرام کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا ان کے وجود پر دلائل
قائم کئے جا سکتے ہیں۔ (۲) کیا اُن کی کرامات ثابت ہیں۔ (۳) کیا ان کا تصرف
موت کے بعد منقطع ہو جاتا ہے یا نہ۔ (۴) کیا کسی ولی کے متعلق لفظ سید کا
اطلاق جائز ہے یا نہ۔ مثلاً یوں کہا جائے اے میرے سید احمد بدوی
یا کسی اور ولی کے حق میں اسی طرح کے القاب استعمال کئے جاویں۔ تو جائز
ہے یا نہ۔ (۵) کیا ان کا توسل جائز ہے یا نہ۔ (۶) کیا اوتاد۔ نجبا۔ اور نقبا
وغیرہم کا وجود ثابت ہے یا نہ۔ (۷) مندرجہ بالا سات امور کے انکار
کرنے والے پر کیا جرم اور کیا سزاوار دہے۔ (۸) ولی کے انتقال کے بعد
اس کی ولایت کے باقی رہنے پر فتویٰ لگایا جا سکتا ہے یا نہ۔ اس خیال
سے کہ شاید اس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوا ہو۔ ایسے فتویٰ سے گریز کرنا چاہیئے
یا نہ۔ (۹) کیا اولیاء کرام کی قبروں اور اُن کے آستان فیض نشان کو چومنا
جائز ہے۔ (۱۰) کیا یہ بات ثابت ہو سکتی ہے۔ کہ نبی کے لئے جو خرق
عادت معجزہ ہے۔ وہ ولی کے لئے کرامت ہے۔ (۱۱) اگر ایک شخص
یہ قسم کھا لے کہ سیدی احمد بدوی یا اور کوئی ولی اللہ کے دوستوں میں
سے ہے۔ تو کیا اس کی یہ قسم درست ہے یا کہ کفارہ دے گا۔
کیا مندرجہ بالا امور کے لئے کوئی دلیل ہے۔ مفصل طور پر جواب
دے کر مستفید فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا گھر جنت میں بنائے۔
پس شیخ مشائخ الاسلام نے مندرجہ ذیل جواب دیا :۔
سب تعریفیں مالک الملک کے لئے ثابت ہیں جو کہ بھلائی کیطرف

Marfat.com

ہدایت دینے والا ہے۔ اولیاء اللہ کی کیا شان ہے۔ سبحان اللہ وہ واقعی اللہ کے دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو جس طرح انہوں نے پہچانا کسی نے نہ پہچانا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ اُس کی عبادت کرتے رہتے ہیں۔ گناہوں سے بچتے رہتے ہیں۔ دنیا کی لذات اور شہوات میں کبھی بھی محو نہیں ہوتے سطح ارض پر ہمیشہ موجود ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضور سرور کونین کی حدیث سے ثابت ہے آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ قیامت تک میری اُمت سے ایسے ٹولے پیدا ہوتے رہیں گے جو کہ حق پر غالب رہیں گے۔ اور جو ان کے فضائل آگے بیان ہوں گے۔ وہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ ان کی کرامات ثابت ہیں۔ اور ان کا تصرف موت کی وجہ سے منقطع نہیں ہو سکتا۔ بلکہ باقی رہتا ہے۔ یہ کہنا بھی جائز ہے۔ کہ میرے سردار حضرت احمد بدوی یا ایسے اور حضرات اللہ کے دوست ہیں۔ نیز بہ قسم کے طور پر بھی کہنا جائز ہے۔ کیونکہ ربع مسکون یعنی تمام دنیا میں ان کی شہرت ہو گئی۔ اور ان کے ذکر خیر نے کئی کانوں کو مستفیض کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے کیلئے ان کا توسل جائز ہے۔ نیز انبیاء، مرسلین، اولیاء، علماء و صالحین سے مصیبت کے وقت امداد طلب کرنا (بعد الموت) بھی جائز ہے۔ کیونکہ انبیاء کے معجزات اور اولیاء کی کرامات موت کے بعد منقطع نہیں ہو سکتیں۔ انبیاء کی شان تو یہ ہے کہ وہ زندہ ہوتے ہیں۔ اپنی قبروں میں نمازیں ادا کرتے اور حج بھی کرتے ہیں۔ اس پر بہت سی روایات وارد ہیں۔ پس ان سے فریاد رسی کرانا اور ان کا فریاد رس بننا معجزہ کے طور پر ہے۔ اور شہید بھی اللہ کے اسی طرح زندہ ہیں۔ آنکھوں نے ظاہر باہر ان کو دیکھا ہے۔ اگر انبیاء نمازیں ادا کرتے یا حج کرتے ہیں۔ تو

53314

Marfat.com

شہدا کفار سے جہاد کرتے دیکھے گئے (بعد از شہادت) اب اولیاء اللہ کا حال سنیئے۔ ان سے مصیبت کے وقت امداد چاہنا۔ ان کی ایک کرامت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ محققین اس پر قائم ہیں۔ کہ اولیاء اللہ سے ارادہ یا بے ارادہ ایسے امور بطور خرق عادت پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی نسبت باری تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ اس جواز پر دلیل یہ ہے کہ سب امور ممکن ہیں۔ ان کے واقع ہونے کے جواز سے استحالہ پیدا نہیں ہوتا۔ تو جب محال نہیں تو ہر ایک چیز جو محال نہ ہو جائز الوقوع ہوتی ہے اور ان امور کے جائز الوقوع ہونے پر حضرت مریم علیہ الصلوٰۃ کے قصہ میں ان کے غیبی[1] رزق کی دلیل ہے۔ جو کہ قرآن حکیم میں مذکور ہے۔ دوسری دلیل حضرت ابوبکر صدیق اور ان کے مہمانوں کا قصہ ہے۔ جو کہ صحیح حدیث میں وارد ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریائے نیل میں کچھ لکھ کر پھینکا۔ تو وہ جاری ہو گیا۔ چوتھی دلیل حضرت عمر نے مقام نہاوندی کی طرف لشکر بھیج کر مدینہ میں منبر پر بیٹھے ہوئے امیر جیش کو نہاوند... میں دیکھا۔ لشکر اعدا کو بھی دیکھا۔ کہ پہاڑ کے پیچھے تاک لگائے تیار بیٹھے ہیں۔ پھر اس خطرے کو بھانپ کر امیر جیش ساریہ کو آواز بلند پکارا اور فرمایا۔ اے ساریہ۔ الجبل الجبل۔ پھر طرفہ یہ کہ ساریہ نے بھی حضرت عمر کی آواز کو سنا۔ حالانکہ دونوں کے درمیان دو ماہ کی مسافت تھی۔ پانچویں دلیل حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

---

[1] سیپارہ سوم سورۂ آل عمران میں تنزیل اس طرح وارد ہے:۔ کلما دخل علیھا ذکریا المحراب وجد عندھا رزقاً۔ قال یا مریم انی لک ھٰذا۔ قالت ھو من عند اللہ۔

Marfat.com

زہر کو پی لیا۔ اور کچھ ضرر نہ پہنچا۔ اس کے بعد صحابہ کرام۔ تابعین۔ تبع تابعین اور مابعد ہم اتنے حضرات سے اسقدر کرامات ثابت ہوئیں۔ کہ ہر زمانے میں ان کرامات کے مجموعے کا متواتر اور مسلسل ہونا اس قدر زیادہ رہا ہے۔ کہ کسی کو انکار کی جرأت ہی نہیں ہو سکتی۔

اکابرین ائمہ میں سے ایک امام سے یہ سوال کیا گیا۔ کہ ایک شخص نے اولیاء اللہ کی کرامات کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ان میں سے ایک ولی کی یہ کرامت بھی ہو سکتی ہے۔ کہ کسی چیز کو کہے " تو ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے"۔ کیا یہ بات درست ہے یا نہ۔ اور جو اس سے انکار کرے اس کا عقیدہ کیا ہے۔ باطل ہے یا نہ۔ اور جو کچھ اس ولی نے دعویٰ کیا ہے۔ کیا وہ بذاتِ خود صحیح ہے یا باطل۔

پس اس کے جواب میں امام مذکورہ بالا نے فرمایا۔ کہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ خرقِ عادت کے طور پر ولی کی کرامات کے ہاتھ پر خود ظاہر کرتا ہے۔ اور جب یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ جو چیز نبی کے لئے معجزہ بن سکتی ہے۔ وہ ولی کے لئے کرامت بن سکتی ہے یعنی دونوں میں اتحاد ثابت ہے۔ تو اب کوئی اشکال نہ رہا۔ بلکہ کرامت کا رجوع اللہ تعالیٰ کی قدرت کی طرف ثابت ہو گیا۔ پس جو کلمات ولی کے منہ سے صادر ہوئے۔ وہ صحیح ہیں۔

ہاں ایک بات ضرور یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اگر اس کا یہ خیال ہے۔ کہ ولی مستقل طور پر ایسا کام کر سکتا ہے۔ تو وہ شخص کافر ہے۔ ہمارے شیخ حضرت رملی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ کرامات کا انکار کرنا ناممکن ہے۔ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے۔ کہ اولیاء کی کرامات کا ثبوت درحین حیات و بعد الممات دونوں حالتوں میں موجود ہے۔ اور موت اس سلسلۂ کرامات کو توڑ نہیں سکتی۔ جو

Marfat.com

انکار کرے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معرض عتاب میں ہے۔ اور اللہ پاک کی ناراضگی سے اس کو ڈرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے قہر سے ہم کو بچالے پھر حضرت علامہ شوبری رحمتہ اللہ علیہ نے جن کا لقب شیخ المشائخ الاسلام ہے۔ ابدال۔ اقطاب۔ نجبا۔ ونقبا وغیرہم کے وجود کا ثبوت دیا۔ جو صاحب شوق رکھتے ہیں۔ وہ اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں!۔

اس کے بعد شیخ المشائخ حضرت علامہ شوبری نے فرمایا۔ کہ ولی کی موت کے بعد اس کی ولایت منقطع نہیں ہو سکتی جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ ولی اللہ کی تو بڑی شان ہے۔ ایک مسلمان[1] کے متعلق بھی یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس خیال کی طرف رجوع ہی نہیں کرنا چاہیئے۔ اور نہ ہی عقلمند کی یہ شان ہے۔ کہ وہ ایسا گمان دل میں لا سکے۔ اس کے بعد اولیاء اللہ کی قبور اور آستانوں کے چومنے کے بارے میں فرمایا۔ کہ ان کے جواز کے برخلاف کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر کسی آستانِ فیض نشان کو تبرک کے طور پر چوم لیا جائے تو مکروہ بھی نہیں۔ علامہ رملی کا فتویٰ موجود ہے۔ اور جس نے یہ قسم اٹھائی کہ حضرت سید احمد بدوی یا ان جیسا کوئی اور ولی اللہ جو کہ ولایت میں مشہور رہے۔ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ تو وہ اپنی قسم میں سچا ہے حانث نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس نے ظاہر حال کو دیکھ کر قسم اٹھائی ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے۔ کہ اس کے لئے دلیل پیش کرو۔ تو ہم یہ کہیں گے۔ کہ یہ بات ظاہر ہے۔ اور دلیل کی محتاج نہیں ہے۔ اور دلیل

---

[1] سورۂ حشر۔ ستائیسویں سیپارے میں اس قول کی تائید اور تشریح موجود ہے۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں والذین جاءو من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔

Marfat.com

طلب کرنے والا منکر اور ہٹ دھرم ہے۔ اس لئے اس کی طرف توجہ کرنا یا اس کے ساتھ ایسی بحث کرنا عبث ہے۔ آجکل تقدس کی بیماری ایسے لوگوں میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔ جو اپنے آپ کو اہل علم سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم کو نفس امارہ کے شر سے بچائے۔ اور ہم اُسی سے پناہ مانگتے ہیں۔ ہم کو بُرے اعمال اور گمراہ کن افعال سے محفوظ رکھے۔ نہ گناہ سے بچنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ نیکی کرنے کی توفیق رکھتے ہیں۔ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق کے محتاج ہیں۔ جو کہ بڑی شان والا اور اعلیٰ مرتبے والا ہے۔ اس جگہ علامہ شنوبری کا کلام ختم ہو جاتا ہے۔ علامہ شہاب الدین احمد بن احمد شجاعی نے اپنے رسالہ موسوم باثبات الکرامات میں بڑی تفصیل کیساتھ اس موضوع پر بحث کی ہے۔ اور انہوں نے اس فرقے کو اولیاء اللہ کی کرامات بعد الممات سے انکاری ہے گمراہ کہا ہے۔ اور وہ ایسے انکار کرامت بعد الموت پر بہت تعجب ظاہر کرتے ہیں۔ اور شیخ عبدالوہاب شعرانی نے اپنے طبقات میں ذکر کیا ہے۔ کہ سید شمس الدین حنفی نے اپنی مرض موت میں فرمایا۔ کہ جس کسی کو کوئی حاجت پیش آجائے وہ میری قبر کے پاس آکر حاجت طلب کرے۔ تو میں اس کی حاجت کو پورا کر دوں گا۔ یہ اپنے زمانہ کے قطب تھے اور فرماتے تھے۔ میرے مرنے کے بعد مٹی میرے تصرف کے لئے باعثِ حجاب نہیں بن سکتی۔ اور ہر وہ آدمی جس کو تھوڑی سی مٹی اپنے دوستوں سے چھپالے وہ آدمی نہیں ہے بعض فضلاء نے یہ فرمایا۔ کہ انہوں نے جب مرض موت میں اپنے مرنے سے قبل یہ فرمادیا۔ تو واقعی ایسا کر سکتے تھے۔ اسی طرح کتاب موسوم بہ نفحات الاقرب ولا الفضل میں مذکور ہے۔ اور اس میں اس ذکر سے پہلے چند سطریں اور

Marfat.com

بھی لکھیں۔ اب کرامات بعد الممات اور تصرف فی الحیات و بعد الممات کا منکر دو باتوں سے خالی نہیں ہے۔ یا تو اولیاء اللہ کی کرامات کی تصدیق کریگا۔ یا تکذیب۔ اگر وہ تکذیب کرے تو اس کے ساتھ بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ایسی چیز کو جھٹلاتا ہے جس کو اہل سُنّت والجماعۃ نے بیّن دلائل سے ثابت کر دیا ہے۔ اور اگر وہ تصدیق کرتا ہے۔ تو موت کے بعد کی کرامت اور دونوں قسموں کا تصرف یعنی جو حین حیات میں اور مرنے کے بعد ثابت ہو۔ یہ سب کرامات کے ضمن میں ہیں۔ حضرت علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔ کہ معتزلہ کرامات کا انکار کر دیں تو اس میں کوئی تعجب نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اس سے زیادہ فساد کے مرتکب ہوئے ہیں کیونکہ انھوں نے تو احادیث متواترہ کا بھی انکار کیا ہے۔ اور قرآنی نصوص کے بھی منکر ہیں۔ منکر و نکیر کے سوال اور عذاب قبر سے انکار کرتے ہیں۔ حوض اور میزان اور ایسے اور امور کی بھی تکذیب کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنے فاسد عقول کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر افترا باندھا اور اس کی آیات و اسماء وصفات کی تکذیب کر دی۔ جو چیز ان کے فاسد اور باطل عقائد کے مطابق نہ اتری اس کو ٹھکرا دیا۔ اگر اس میں قرآن حکیم سنت اور اجماع کی تکذیب بھی ہو جائے۔ تو وہ پرواہ نہیں کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا غضب ان پہ مسلط ہے۔ اور ان کے قبائح اور فاسد عقائد ان کو گھیر چکے ہیں۔ تعجب تو اس قوم پہ ہے۔ جو اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہتی ہے۔ اور اس کے باوجود ایسی باتوں کے انکار میں مبالغہ کرتی ہے۔ اس انکار سے اس قوم کے افراد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو گئے۔ انہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق بنا دیا۔ اور ایک قسم کا وبال و نقصان ان پہ واجب ہو گیا۔ انہیں میں سے بہت قسموں کے لوگ پائے جاتے ہیں بعض تو ان میں ایسے ہیں کہ وہ

Marfat.com

مشائخ صوفیہ کرام اور ان کے تابعین کا انکار کرتے ہیں۔ اور بعض ان میں ایسے لوگ ہیں۔ جو مجمل طور پر ان پر اعتماد رکھتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ وہ صاحبِ کرامات ہوتے ہیں لیکن جب ان میں سے کسی ایک شخص کی مثال پیش کی جاتی ہے۔ یا اس کی کرامت کو دیکھتے ہیں۔ تو انکار کر دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان نے ان کے دل میں ایسا خیال پیدا کر دیا اور وہ اس کے دھوکہ میں اور تلبیس میں آگئے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کو شیطان نے اپنی تلبیس میں گھیر لیا ہے۔ اور اسی کو ہٹ دھرمی اور نعمتِ الٰہی سے محروم ہو جانا کہتے ہیں۔ اور روض الریاحین میں مذکور ہے کہ کرامات کے ضمن میں لوگوں کی بہت سی قسمیں ہو گئی ہیں بعض لوگ ایسے ہیں جو اس کا مطلق انکار کرتے ہیں۔ اور یہ مذہب بہت مشہور ہے۔ یہ لوگ ہدایت اور پاکیزگی سے منہ پھیرنے والے ہیں۔ اور بعض ان میں سے ایسے لوگ ہیں۔ جو اپنے زمانے کے اولیاء کے ماسوا پہلے زمانے کے اولیاء کی کرامات کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور وہ بنی اسرائیل کے مانند ہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ کی تصدیق کی۔ حالانکہ ان کو نہیں دیکھا تھا۔ اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی۔ حالانکہ ان کو دیکھ بھی لیا تھا۔ اور یہ بھی معلوم تھا۔ کہ ان کی شان تمام انبیاء سے وارفع ہے۔ اور تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو کہ اولیاء اللہ کی تصدیق تو کرتے ہیں لیکن ایک خاص مقررہ ولی کی تصدیق نہیں کرتے۔ اور یہ لوگ اولیاء اللہ کی امداد سے محروم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جو شخص ایک خاص ہستی کو تسلیم نہیں کرتا۔ وہ اس سے ہرگز اور کبھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا اس جگہ پر روض الریاحین کا کلام ختم ہوا۔ حضرت علامہ شہاب الدین اس کلام کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ آجکل دیارِ روم میں ایک ٹولہ پیدا ہوا ہے جو کہ زادلیہ کے نام سے مشہور ہے۔ وہ اولیاء کی کرامت کو اس وقت مانتے ہیں۔

Marfat.com

جب تک وہ زندہ ہوں اور ان کی وفات کے بعد ان کی کرامات کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور ان کے تصرف کا کلیتہً انکار کرتے ہیں یعنی یہ نظریہ پیش کرتے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ کا تصرف نہ زندگی میں ثابت ہے اور نہ مرنے کے بعد اور بے مبالغہ یہ لوگ معتزلہ کی طرح ہیں اور انکار میں ان کے مساوی ہیں پس یہ لوگ ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں۔ حضرت علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ تصوف کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ ایسے لوگ ضرور سزا کے مستوجب ہونگے۔ کیونکہ ہم نے اولیاء اللہ کی کرامات سے بہت سے عجائبات دیکھے ہیں۔ اور یہ عجائبات ان کی زندگی کے ساتھ اور زمانہ بعد الموت کے ساتھ ایک جیسا تعلق رکھتے ہیں۔ ان عجائبات کا مشاہدہ منکرین کے لئے ہلاکت کو واجب قرار دیتا ہے۔ اب اس کے بعد اولیاء اللہ اور مقربین باری تعالیٰ کے ساتھ فاسد اعتقاد رکھنے والوں اور گمراہوں کے سوا کوئی اور شخص انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اللہ ہم کو ان اولیاء اللہ کے وجود سے نفع بخشے۔ اس جگہ علامہ شہاب الدین کا کلام ختم ہوتا ہے۔ اور علامہ ثانی سعد الدین تفتازانی اپنی کتاب شرح مقاصد میں اس ضمن میں چند سطور لکھ کر آخر میں یوں رقم طراز ہیں:۔

"الغرض اولیاء اللہ کی کرامات کا ظاہر ہونا ایسا ہے کہ جیسا کہ انبیاء سے معجزات کا صادر ہونا۔ اور اگر اہل بدعت اس کا انکار کر دیں۔ تو کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خود تو اس بات کے اہل نہیں ہیں۔ کہ کرامات کا اطلاق ان پر ہو۔ اور نہ انہوں نے ایسی باتیں اپنے بڑوں سے کبھی سنی ہیں۔ خواہ وہ عبادات میں کتنی ہی کوشش کریں۔ اور کتنا ہی برائیوں سے بچیں۔ پس کرامات کا صدور اولیاء اللہ سے ہی ہوتا ہے۔ اور اہل بدعت اس بات سے ناواقف ہیں کہ کرامات کا صدور عقیدت کی صفائی دل کی پاکیزگی اور طریقت کی پیروی پر

Marfat.com

مبنی ہے۔ پس یہ لوگ اپنے گوشتوں کو کھاتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔ تعجب تو اہل سنت والجماعت کے بعض فقہا کے قول پر ہوتا ہے جن کے سامنے جب یہ ذکر کیا گیا۔ کہ حضرت ابراہیم بن ادہم کو ایک ہی وقت میں ترویہ کے دن بصرہ اور مکہ مکرمہ میں دیکھا گیا۔ تو انہوں نے یہ فتویٰ دے دیا۔ کہ جو کوئی اس کے جواز کا قائل ہو وہ کافر ہے۔ اس کے برعکس امام نسفی علیہ الرحمۃ نے کیسا ہی منصفانہ فتویٰ دیا ہے۔ جبکہ ان سے یہ پوچھا گیا۔ کہ کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ کعبہ اولیاء اللہ میں سے کسی ایک ہستی کا طواف کرے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک اولیاء اللہ کے لئے خرق عادت کرامت کے طور پر ثابت ہے۔ اور حضرت امام یافعی نے فرمایا۔ کہ ہم کو معلوم ہے کہ کعبہ اپنی جگہ پر قائم ہے۔ اور اس سے جدا نہیں ہوتا۔ لیکن خرق عادت وہی ہے جو عقل میں نہ آسکے۔ اور حضرت امام سبکی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ میں منکر کرامات پر ہرگز تعجب نہیں کرتا ہوں۔ لیکن جب استاذ ابو اسحاق اسفرائنی کا انکار یاد آتا ہے تو میرا تعجب بڑھ جاتا ہے۔ چونکہ وہ اہل سنت والجماعت کے اکابر علما میں سے ہیں۔ اس لئے جس انکار کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ وہ جھوٹ ہے۔ اور جو کچھ ان کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ وہ کسی اور شخص کے متعلق ہے۔ جو کہ اپنی کتابوں میں یہ لکھتا ہے۔ کہ جو چیز بطور خرق عادت نبی کے لئے معجزہ بن سکتی ہے۔ وہ ولی کے لئے کرامت نہیں بن سکتی۔ کرامت۔ خرق عادت نہیں بن سکتی۔ وہ تو زیادہ سے زیادہ یہ ہے۔ کہ دعا مانگی۔ قبول ہو گئی۔ بے آب گیاہ چٹیل میدان میں پانی جا ملا۔ مل گیا۔ کسی تنگ وادی میں دشمن کی فوج کو شکست دیدی۔ یا ایسے اور کام سرزد ہوں اور بس امام حلیمی نے اس نظریہ کرامت پر تنقید کی اور استاذ قشیری نے بھی ان جملوں پر تنقید کی۔ اور کہا۔ کہ کرامت

Marfat.com

صرف اس پر ہی ختم نہیں ہوتی۔ کہ بغیر باپ کے بیٹا پیدا ہو جائے۔ یا پتھر کو تبدیل کر کے چوپایہ بنا دیا جائے۔ بلکہ کرامت کا مقام اس سے بھی بڑھکر ہے۔

"ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں"

حافظ۔ ابن حجر نے فرمایا۔ کہ کرامات کے بارے میں یہ مذہب سب سے زیادہ انصاف پر مبنی ہے۔ علامہ تاج الدین سبکی نے اپنی کتاب جمع الجوامع میں میں علامہ قشیری کے اس مقالہ کی تشریح کی ہے۔ اور اس مقصد کی طرف رجوع کیا ہے۔ صرف زرکشی نے اپنی رائے اس طرح دی ہے۔ کہ علامہ قشیری نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ضعیف مذہب ہے۔ لیکن جمہور اس کے خلاف ہے۔ اور خود معترض کا بیٹا ابو النراس کے خلاف ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب المرشد میں بیان دیا ہے۔ اور امام الحرمین نے اپنی تصنیف "ارشاد" میں یہ ذکر کیا ہے۔ اور حضرت امام نووی نے شرح مسلم میں باب البر والصلہ میں اس طرح لکھا ہے۔ کہ مختلف قسم کی کرامات لبطور خرق عادت اولیاء اللہ سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔ اور ان کا جواز ثابت ہے اور جس نے کرامات کے امتناع کے بارے میں کچھ کہا۔ یا یہ دعویٰ کیا کہ وہ صرف مستجاب الدعوات ہونا یا اور اس قسم کی چند معمولی باتیں ہیں۔ اس نے غلط کہا۔ اور مشاہدہ اور محسوسات کا انکار کیا۔ حالانکہ بعض کرامات تقلیب الاعیان کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ جس سے قلب ماہیت ثابت ہوتی ہے۔ محقق تفتازانی نے شرح مقاصد میں کچھ ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے۔ کہ امام الحرمین نے فرمایا۔ کہ ہمارے نزدیک مختار مذہب یہ ہے۔ کہ تمام خوارق عادات کرامات بن سکتے ہیں۔ اور معجزات سے ان کا فرق اس طرح کیا جاتا ہے۔ کہ ان کا تعلق نبوت کے دعوے کے ساتھ

Marfat.com

ہوتا ہے ۔ اور یہ کرامات ولی کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں ۔ ہاں بعض معجزات
کے بارے میں بھی نص وارد ہو چکی ہے ۔ کہ کوئی شخص اس طرح کی خرق
عادت نہیں دکھا سکتا ۔ مثلاً معجزہ قرآن اور یہ بات ہمارے نظریہ کے
منافی نہیں ۔ کیونکہ جو چیز نبی کے لئے معجزہ بنتی ہے ۔ وہ ولی کے لئے
کرامت ہے ۔ اور قرآن کا معجزہ ایک خاص معجزہ ہے ۔ مصنف
رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ کہ اسی طرح اسرا اور بیداری میں معراج جو
کہ روح اور جسم دونوں کے ساتھ ہوا تھا ۔ یہ خاص معجزات ہیں ۔ اور پانچ
اشیاء کا علم جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے مختص کیا ہے ۔ اس کے بارے
میں یہ فقیر کہتا ہے کہ اس کے متعلق ایک تحقیق ہے اگر کوئی شخص یہ کہدے
کہ ایک ولی اللہ وہ پانچ اشیاء اس طرح جانتا ہے ۔ کہ اس کو اللہ تعالےٰ نے
آگاہ کر دیا ہے ۔ اور اسے اطلاع بخشی ہے ۔ تو اس میں کیا حرج ہے ۔ اور
کونسی چیز اس نظریہ کو منع کرنے والی ہے ۔ اور اس طرح اس پر مستقل
طور پر عالم الغیب ہونے کا اطلاق نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ اس میں کوئی بات
ایسی نہیں پائی جاتی ۔ جو اس کے علم کو مستقل طور پر ثابت کرنے کی قوت
رکھے اور ایسے ولی اللہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا علم عطا ہو سکتا ہے
جس میں اس کے فرشتے بھی شریک ہوں ۔ اب جب فرشتے بھی اس میں
شریک ہو سکتے ہیں ۔ تو یہ ایک وجہ سے محال و ناممکن نہیں ہو سکتا پھر
اس جگہ میں چند ایسی حکایات درج کرتا ہوں جو کہ ایسی کرامات سے تعلق
رکھتی ہیں ۔ جن سے قلب ماہیت ثابت ہوتی ہے ۔ اور وہ بھی ایسی ہیں
جو کہ نہایت معتبر ہیں ۔ اور ان کا بیان اس لحاظ سے بھی ضروری معلوم ہوتا ہے
کہ بعض اشخاص کے ذہن میں یہ چیز مشکل سے سمجھ میں آتی ہے ۔ اور یہ امر

Marfat.com

س بیان سے واضح ہو جائے گا۔

حکایت نمبر (۱)

ہمارے شیخ یافعی رحمتہ اللہ علیہ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حکایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ یعقوب بن لیث امیر خراساں کو ایک بیماری لاحق حال ہوئی۔ تمام طبیب اس کا علاج کرنے سے قاصر و عاجز ہو گئے۔ کسی نے اس یعقوب بن لیث کو کہدیا۔ کہ آپ کی ولایت میں ایک خدا کا نیک بندہ موجود ہے۔ جن کا اسم گرامی سعد بن عبداللہ ہے۔ اور اگر آپ ان کو اپنے پاس بلائیں تو آپ کے لئے دعا کریں گے۔ مجھے امید واثق ہے۔ کہ آپ کو صحت کامل عطا ہوگی۔ پس امیر خراسان نے ان کو طلب کر کے کہا۔ میرے لئے دعا کرو۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میری دعا تیرے حق میں کس طرح قبول ہو سکتی ہے۔ حالانکہ تو ہمیشہ ظلم کرتا رہتا ہے۔ یہ سن کر یعقوب (امیر خراسان) نے توبہ کی نیت کی۔ ظلم کو ترک کرنے کا عہد کیا۔ رعیت کے ساتھ حسن سلوک کا عہد کیا۔ اور قید خانے سے تمام مظلوموں کو آزاد کر دیا۔ پھر حضرت سہل رض نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ اے منعم حقیقی جس طرح تو نے اس کو گناہوں کی وجہ سے ذلت دکھائی تھی۔ اب اسی کو طاعت کی وجہ سے عزت دکھا۔ اور اس کی مشکل دور کر۔ پس وہ اسی وقت شفایاب ہو گیا۔ اور اس طرح بشاش نظر آتا تھا۔ جیسا کہ کسی کے غموں کا عقدہ کھل جاتا ہے۔ پھر حضرت سہل رض کی خدمت میں بہت سا مال بطور نذرانہ پیش کیا لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔ جب آپ واپس آئے تو راستے میں کسی نے

Marfat.com

عرض کیا۔ کہ کاش آپ وہ پیش کردہ مال لے کر فقیروں میں تقسیم کر دیتے۔ پھر آپ نے اس میدان کے کنکروں کی طرف نظر کی۔ تو وہ تمام جواہرات بن گئے۔ پھر فرمایا جو مال تم چاہتے ہو۔ تمہارے سامنے موجود ہے۔ جتنا چاہو لے لو۔ پھر فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ سے ایسے خزانے بخش دے وہ امیر خراسان یعقوب بن لیث کا محتاج کب ہو سکتا ہے۔ ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند سگ را ولی کنند مگس را ہما کنند

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند (مترجم)

اس حکایت سے تقلیب الاعیان کی کرامت ایک ولی کے ہاتھ سے ثابت ہوئی۔

حکایت نمبر (۲)

کرامات جو کہ "قلب الاعیان" کے عنوان کے تحت صادر ہوتی ہیں۔ اس کی دوسری مثال مندرجہ ذیل ہے:۔ حضرت شیخ عیسیٰ ہنار کے متعلق روایت ہے۔ (ہا کے نیچے کرہ ہے اور تا مخفف پڑھو) کہ ایک دن وہ ایک بدکار عورت کے پاس سے گذرے۔ اور کہنے لگے کہ آج عشا کے بعد میں تیرے پاس آؤں گا۔ وہ عورت یہ سُنکر بہت خوش ہوئی۔ اور زینت و سنگار کر کے بیٹھ گئی۔ جب عشا کی نماز ہو گئی تو حضور اس کے گھر تشریف لے آئے۔ تو اس کے پاس ہی دو رکعت نماز نفل ادا کی۔ جب واپس ہونے لگے تو اس عورت نے کہا۔ میں خیال کرتی ہوں۔ کہ آپ واپس جا رہے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ مقصود حاصل ہو گیا۔ اب میں جاتا ہوں۔ کچھ دیر کے بعد ایک آنے والا ایسا آیا۔ کہ اس بدکار عورت کو دھتکارنے لگا۔ اور اسکو اس خبیث کام سے منع کرنے میں کامیاب ہوا۔ وہ عورت شیخ کے پیچھے چلی گئی۔ اور اسکے

Marfat.com

ہاتھ پر توبہ کر کے پاک دامن بن گئی۔ پھر حضرت شیخ عیسٰی ہتیار نے اس کا نکاح ایک غریب اور مسکین شخص کے ساتھ کر دیا۔ اور لوگوں کو کہا۔ کہ اس کے ولیمہ پر صرف آٹا لیکر اس کو گھی میں بھون لو۔ اور لوگوں کو کھلاؤ۔ بازار سے سالن مت خریدو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ تمام فقیر و مساکین بھی آ گئے۔ شیخ نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ۔ میں کسی شخص کا انتظار کر رہا ہوں۔ کہ وہ آجائے۔ اور جو چیز میں چاہتا ہوں۔ وہ لے آئے۔ اب اس عورت کی ہمسائگی میں ایک امیر شخص تھا جو کہ اس کا دوست تھا۔ اس کو خبر ہوئی تو اس نے بطور تمسخر شراب کے دو برتن شراب سے بھر کر شیخ کے پاس بھیج دیئے۔ اور یہ پیغام بھیجا۔ کہ شیخ کو کہدینا۔ کہ جو کچھ میں نے سنا۔ اس سے بہت خوش ہوا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس سالن نہیں۔ یہ دو مٹکے لے لو۔ ان میں سالن ہے۔ جب یہ قاصد شیخ کے پاس دو مٹکوں کے ساتھ پہنچا۔ تو شیخ نے فرمایا۔ تو نے تو بڑی دیر لگا دی ہے۔ پھر حضرت شیخ عیسٰی ہتار رحمتہ اللہ علیہ نے پہلے ایک مٹکے کو پکڑا۔ اس کو انڈیلا۔ اس سے بجائے شراب کے شہد خالص نکلا۔ اسی طرح دوسرے کو اٹھایا۔ تو اس سے عربی طعام نکلا۔ پھر قاصد کو کہا۔ بیٹھو اور تم بھی کھاؤ۔

قاصد کا بیان ہے۔ کہ میں نے اس شہد جیسا ذائقہ کسی شہد میں نہ پایا۔ اور اس عربی طعام جیسا رنگ کسی کھانے میں نہیں دیکھا۔ پھر ان کی خوشبو سے میرا دماغ معطر ہوا۔ یہ قاصد واپس چلا گیا۔ اپنے امیر کو تمام قصہ سنایا۔ تو امیر نے بھی آکر یہ طعام کھایا۔ اس کو اس کرامت سے بہت تعجب ہوا۔ اور اس نے فوراً شیخ کے ہاتھ پر بیعت کر کے توبہ کر لی۔ اس کرامت سے بھی قلب اعیان ثابت ہوا۔

Marfat.com

حکایت نمبر (۳)

یہ حکایت ایک شخص نے یوں بیان کی ہے۔ کہ ایک دفعہ میں ایک جنگل اور وسیع بیابان میں پھر رہا تھا۔ کہ اچانک میں نے ایک آدمی کو دیکھا۔ کہ کانٹے دار درخت سے تازہ خرما کھا رہا ہے۔ میں نے اس پر سلام ڈالا۔ تو میرے سلام کا جواب دے کر کہنے لگا۔ آگے آؤ اور تم بھی کھاؤ جب میں نے اس کانٹے دار درخت کی کھجوروں پر ہاتھ ڈالا تو وہ اپنی اصلی حالت میں آگئیں۔ یعنی اسی طرح کانٹے بن گئیں۔ یہ آدمی مسکرایا اور کہنے لگا۔ اگر تو نے زندگی میں کسی بھوکے کو پوشیدہ طور پر خرما کھلایا ہوتا۔ تو آج میں تم کو ظاہر طور پر اس وسیع بیابان میں تازہ اور تر خرما کھلاتا۔

یہ حکایات مندرجہ بالا الامام الحافظ العلامہ الدمیری الشافعی نے اپنی مشہور تصنیف حیاۃ الحیوان میں تحریر کی ہیں۔ اور وہ فرماتے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ کی ایسی کرامات بیشمار ہیں۔ اور میں نے بے پایاں اور گہرے سمندر سے صرف ایک قطرہ لیا ہے۔ اور حاصل کلام یہ ہے۔ کہ اولیاء اللہ کے آگے دنیا ایک بڑھیا کی شکل میں پیش ہوتی ہے۔ اور ان کی خدمت کرتی ہے جیسا کہ قریب ہے۔ کہ اسی باب میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ بیان بھی جلدی آجائیگا۔ اور ان تمام کرامات کی علت غائی جس پر ایمان لانا واجب ہے یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے۔ پھر جب وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو خرق عادت جو کہ اس کی طرف سے ہے۔ کس طرح محال عقلی ہو سکتی ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی تصنیف شرح مشکوٰۃ المصابیح میں زیارت قبور کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ ماسوا (روضۂ اطہر) باقی اولیاء اللہ کی قبور پر جا کر مدد طلب

Marfat.com

کرنا اکثر فقہا کے نزدیک درست نہیں کیونکہ فقہا کہتے ہیں۔ کہ زیارۃ قبور سے صرف یہ مراد ہے۔ کہ مردوں کیلئے دعا کرو۔ اور استغفار پڑھو۔ قرآن مجید کی تلاوت اور دعا سے ایصالِ ثواب کر کے ان کو فائدہ پہنچاؤ۔ فقط۔ لیکن صوفیا و عظام کے تمام مشائخ نے استمداد با اصل قبور کو درست ثابت کیا ہے۔ اور فقہا نے بھی ثابت کیا ہے۔ اور حضرت دہلوی فرماتے ہیں۔ کہ اس امر کی حلاوت اور چاشنی سے اہل کشف اور اولیاء اللہ جو کہ اہل کمال ہیں وہی واقف ہیں۔ ان کو اس میں کسی قسم کا شک نہیں۔ کہ یہ استمداد مبنی بر فوائد عظیمہ ہے۔ کیونکہ ان کو مقدس ارواح سے فیضان ہوتا ہے۔ اور جن کو یہ فیض حاصل ہوا ہے۔ ان کا ایک فرقہ مشہور ہے جس کا نام اویسیہ ہے۔

(۱) پھر فقیہ شافعی فرماتے ہیں۔ کہ موسیٰ کاظم کی قبر اجابتِ دعا کیلئے تریاق ہے۔
(۲) حجۃ الاسلام محمد بن محمد الغزالی فرماتے ہیں۔ کہ جس ولی اللہ سے زندگی میں مدد لی جاتی تھی۔ اس کے مرنے کے بعد بھی اس سے مدد لی جا سکتی ہے۔ (۳) مشائخ عظام میں سے ایک صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں نے چار مشائخ کو دیکھا کہ وہ اپنی قبروں میں تصرف فرما رہے ہیں۔ اور وہ ایسا تصرف ہے جیسا کہ وہ اپنی

ؔ کتاب زبدۃ المقامات میں مصنف علیہ الرحمۃ جن کو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی دو سال کی صحبت نصیب تھی۔ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی استمداد قبور اہل اللہ کے قائل تھے۔ (۲) نیز حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی تصنیف انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ نے کشف قبور کا طریقہ بھی تحریر فرمایا ہے جس سے ثابت ہوا۔ کہ وہ بھی استمداد یا بہ قبور اولیاء اللہ کے قائل تھے۔ ؎

مظہر اوصافِ حق ہیں اولیا ٭ اُن کی ہے امداد امدادِ خدا
(مترجم)

Marfat.com

زندگی میں کرتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ اور زیادہ کثرت سے ہے۔ ایک تو حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ دوم حضرت سید الشیخ عبدالقادر جیلی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ اور دو اس طرح کے اور حضرات ہیں۔ (۴) سید احمد بن رازق (جنہوں نے کتاب الحکم کی شرح لکھی ہے۔ جو کہ شیخ محی الدین ابن عربی کی تصنیف ہے۔ اور وہ دیار مغرب میں سب سے بڑے فقہا اور عالم صوفیا کے گروہ میں سے گنے جاتے ہیں۔) فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن شیخ ابو العباس حضری نے پوچھا۔ کہ کیا زندہ کی مدد زیادہ قوی ہے یا کہ مردہ کی۔ تو میں نے یہ کہا۔ کہ حضور لوگ تو یہی کہتے ہیں۔ کہ زندہ کی مدد زیادہ قوی ہے۔ لیکن میں تو یہ کہتا ہوں کہ مردہ کی مدد زیادہ طاقتور ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہاں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ پیوست ہیں۔ اس طائفہ پاک کی کرامات بیشمار ہیں۔ اور بہت اہل سنت والجماعت کی کتابوں میں نقل کی جا چکی ہیں۔ نیز حدیث و قرآن میں اور نہ ہی سلف کے اقوال سے ان کرامات کی تردید ثابت ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی کوئی ایسی بات معلوم ہوتی ہے جو کرامات اولیاء کی نفی کرے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کیونکہ شرع محمدی میں روح باقی رہتی ہے۔ اور اس کو علم و شعور دیا گیا ہے۔ اور اپنے زائرین کو جانتی اور پہچانتی ہے۔ خاص کر کاملین کی تو بات ہی کچھ اور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کو قرب اور خاص حضوری حاصل ہے۔ مرنے کے بعد یہ قرب اور حضوری بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ اور وہ کرامات پہ ثابت قدم رہتے ہیں۔ کیونکہ اب ان کی حالت دنیا کی حالت سے زیادہ فیض رساں ہے۔ متصرف حقیقی تو باری تعالیٰ ہی ہے۔ اور ہر ایک چیز اس کی قدرت سے صادر ہوتی ہے۔ لیکن اولیاء اللہ زندگی میں اور موت کے بعد دونوں حالتوں میں اس کے جلال

Marfat.com

میں فنا نہیں۔ اس میں پھر کیا تعجب ہے۔ کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ سے ایک ولی کی وساطت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے قرب کی وجہ سے ایک چیز اس ولی کی وفات کے بعد اس طرح دی گئی جس طرح کہ اسی ولی کی زندگی کے وقت اس کو اس کی وساطت سے ملی۔ تو اس میں کوئی بُعدِ عقلی نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں حالتوں میں یہ کام اور یہ تصرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے صادر ہو رہا ہے۔ ان دونوں حالتوں میں اس فعل اور تصرف کے صدور کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں۔ اور نہ ہی کوئی شرعی دلیل ایسا فرق ثابت کر سکتی ہے۔

ازروئے علمِ کلام واصولِ فقہ

کثیرٌ من الفقہا کے کثیر کے لفظ پر عالمانہ تنقید

اور شیخ عبد الحق محدث دھلوی کی عبارت کے متعلق ایک تنبیہ

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے اس قول سے کہ بہت سے فقہائے نے اہل قبور سے مدد مانگنا درست نہیں سمجھا۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اہل قبور سے مدد مانگنے والوں کی تعداد تھوڑی ہے۔ اکثر ناواقف حضرات کثیر کے مقابلہ میں قلیل لاتے ہیں جو کہ بالکل غلط ہے۔ کثرت مقابل کا لفظ وحدت ہے۔ اور یہ وہ کثیر کا لفظ ہے جو واحد کے مقابل آتا ہے۔ ثبوت کیلئے حضرت علامہ تفتازانی کی تشریح پیش کی جاتی ہے۔ انہوں نے اپنی تصنیف مختصر المعانی میں صاحبِ تلخیص کے اس قول کی تصریح کی ہے۔ "المجاز العقلی فی القرآن کثیرٌ یعنی مجاز عقلی کی مثالیں قرآن حکیم میں کثیر ہیں۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ مثالیں فی نفسہٖ بہت ہیں۔ اور اس کا یہ معنیٰ نہیں ہے۔ کہ اس کے مقابل کی صفت جس کو حقیقتہً

Marfat.com

زندگی العقلیہ کہتے ہیں۔ وہ قلیل ہوگی۔

اصول فقہ کی کتاب تلویح میں اس کثیر کے لفظ کی تشریح بھی اس طرح کی ہے کہ مشترک وہ ہے جو کہ کثیر کا معنیٰ دیتا ہے۔ اور کثیر کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ تو اب کثرت وہ کثرت مراد ہے۔ جو کہ قلت کے مقابلہ میں نہ ہو۔ بلکہ وحدت کے مقابلہ میں ہو۔ اگر ہم یہ کہدیں کہ ہمارے علاقہ میں حاجی بہت ہیں (کثیر ہیں) اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ جنہوں نے حج نہیں کیا۔ وہ ان کے مقابلہ میں تھوڑے ہیں۔ بلکہ وہ تو بے شمار ہوں گے۔ اسی طرح شیخ مذکور کے قول میں جو کثرت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس کا معنیٰ یہ نہیں ہے۔ کہ بیشمار اور بہت فقہا نے انکار کیا۔ دیکھئے آگے چل کر شیخ موصوف خود باب الاسرار میں اسی کتاب میں فرماتے ہیں۔ کہ میری مراد کثیر سے بعض فقہا مراد ہے جو استمداد باہل القبور کا انکار کرتے ہیں۔ اب یہ بعض جو انکار کرتے ہیں۔ ان سے پوچھا جائے۔ کہ کیا آپ استمداد باہل قبور سے اس واسطے انکار کرتے ہیں۔ کہ وہ سنتے نہیں۔ اور ان کو اپنے زائرین کا علم اور شعور نہیں ہے۔ تو یہ نظریہ باطل ہے جیسا کہ پیچھے ثابت ہو چکا ہے۔ اور اگر وہ اس واسطے انکار کرتے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ کو ممات کے بعد قدرت حاصل نہیں ہوتی۔ اور تصرف نہیں کر سکتے۔ بلکہ اب وہ تصرف کرنے سے رک گئے۔ کیونکہ ان پر موت اور اس کی تکالیف وارد ہو گئی ہیں۔ مثلاً سوال منکر و نکیر۔ تکلیف نزع وغیرہ۔ تو اب وہ تصرف سے رک گئے ہیں۔ تو یہ کلیہ غلط ہے۔ خاص کر اللہ تعالیٰ کے متقی بندوں کے بارے میں ایسا خیال کرنا جو کہ اس کے دوست ہیں۔ بلکہ اب تو یہ بھی ممکن ہے۔ کہ ان کے ارواح کو برزخ میں اعلیٰ رتبہ اور ارفع مقام و منزلت مل جائے۔ اور دعا و شفاعت پر ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرت مل جائے اور جسطرح

Marfat.com

قیامت کے دن ان کو شفاعت کا حق ملیگا۔ اسی طرح برزخ میں ان کے ارواح ممکن ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے قدرت حاصل کرکے اپنے زائرین اور متوسلین کی حاجات کے لئے دعا کریں۔ پھر اگر اس کی نفی کرتے ہو تو دلیل کونسی ہے۔

علامہ بیضاوی نے والنازعات غرقاً سے لیکر فالمدبرات امراً تک کی آیت کی عجیب لطیف تشریح کی ہے۔ فرماتے ہیں (نازعات) نفوس فاضلہ کے صفات سے متصف ہیں۔ کیونکہ وہ بدنوں میں ڈوبی ہوئی جانوں کو نکالتے ہیں۔ اور یہ بہت مشکل ہے۔ بلکہ نازعات فی الناقوس سے بھی زیادہ مشکل ہے پھر اب یہ ارواح یا ملائکہ آسمان پر تیرتے ہیں۔ اور نہایت پاکیزہ اور مقدس احاطوں کی طرف سبقت لیجاتے ہیں۔ یہ نزع کے بعد کے واقعات ہیں۔ پھر وہ عالم الملکوت اور حظائر قدس میں تیرنے کی وجہ سے اس شرافت اور اتنی طاقت حاصل کرلیتے ہیں۔ کہ مدبرات کا خطاب ان کو مل جاتا ہے۔ اور مدبرات امراً کا معنی یہ ہے۔ کہ وہ کاموں کی تدبیر کرتے ہیں۔ پھر اس تفسیر کو اسقدر وضاحت اور تفصیل سے بیان کیا ہے۔ کہ آخر میں یہ فرمادیا۔ کہ اگر کوئی یہ خیال کرے کہ اولیاء اللہ تعلقات دنیا چھوڑ کر علیحدہ ہوگئے تو یہی حالت اور اپنی کرامات سے بھی علیحدہ ہوگئے۔ تو پہلے اس کے لئے دلیل کا پیش کرنا ضروری ہے۔ پھر آگے ان کے متعلق یہ کہنا کہ وہ صدمات اور تکالیف جو ان کے مرنے کے بعد پیش آئیں مثلاً سوال منکر ونکیر وغیرہ۔ انہوں نے انکو تصرف بعد از ممات سے باز رکھا۔ تو یہ کلیہ نہیں بن سکتا کیونکہ اس نظریہ کیلئے ہمیشگی اور استمرار ثابت نہیں۔ اور قیامت تک ہمیشہ کیلئے یہ صدمات اور یہ تکالیف ان پر وارد نہیں ہوسکتیں تو مدعا یہ نکلا کہ ایسا نظریہ کلیہ نہیں بن سکتا۔ اور مدد طلب کرنیکا فائدہ عام ہے بلکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اولیاء اللہ میں سے بعض حضرات عالم قدس میں جذب ہوجانا قبول کریں اور اللہ جل جلالہ کی ذات میں اس طرح فنا ہوجائیں کہ انکو خود اس کا شعور

Marfat.com

نہ ہو۔ اور پھر وہ دنیا کے عالم کی طرف توجہ فرمادیں! اس میں تصرف استعمال کر کے امور دنیا کی تدبیر بنائیں۔ جیسا کہ دنیا میں بعض مجذوب اس کام کیلئے مامور ہیں! اور اُن کے حال کا مشاہدہ کرنے سے صاف پتہ چل جاتا ہے! اور بعض مشائخ بھی ایسے ہیں کہ وہ اس کام پر متمکن ہیں لیکن کلی طور پر ان امور کا انکار کر دینا اور مطلق نفی کر دینا۔ ہرگز ہرگز اس کیلئے کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف دلائل قائم کئے جا سکتے ہیں! اور اس کلام کی اتنی مفصل اور طویل تشریح بیضاوی نے کی ہے کہ ہر ایک وہاں سے مطالعہ کر کے سیر ہو سکتا ہے۔ اور اس جگہ اسقدر لکھ دینا کافی ہے۔

ہمارے نظریہ پر منطقی اور عقلی دلائل:۔ اب ہم چند عقلی دلائل پیش کرتے ہیں۔ تاکہ طالب یہ سمجھ جائے کہ مرنے کے بعد اولیاء اللہ کیلئے خرق عادت بطور کرامت ایسے افعال کیلئے جنکو دیکھکر عقل حیران رہ جائے۔ ثابت ہے جیسا کہ اوپر نقلی طور پر ثابت کر چکے ہیں! اب عقلی طور پر ہم علامہ شہاب الدین کا قول پیش کرتے ہیں۔ جو انہوں نے کتاب نفحات القرب والاتصال میں درج کیا ہے۔

سو علامہ شہاب الدین صاحب فرماتے ہیں کہ اگر تو یہ مجھ سے سوال کرے کہ مرنے کے بعد کرامت کے واقع ہونے کی کیا دلیل ہے۔ تو میں یہ کہونگا کہ امر ممکن ہے۔ اور ہر ایک ممکن جائز الوقوع ہے یعنی واقع ہو سکتا ہے تبھی تو ممکن بنا۔ پس کرامت بھی مرنے کے بعد واقع ہو سکتی ہے یعنی جائز الوقوع ہے! اب اگر ہم کرامت بعد موت کو جائز الوقوع قرار نہ دیں تو دو ممکنوں میں سے ایک کی ترجیح لازم آتی ہے۔ اور وہ بلا مرجح ہے! اور یہ محال ہے! اور اگر ہم کہیں کہ اس کرامت بعد الموت کے وقوع کیلئے عدم جواز ثابت ہے تو یہ تو اللہ تعالیٰ سے مخلوق ہے۔ اور اسکی تمام مخلوقات ممکنات سے ہیں! اور وہ ممکنات اسکی قدرت اور طاقت کے ماتحت ہیں۔ از روئے ایجاد و عدم اسکی قدرت تمام ممکنات سے وابستہ ہے۔ تو پھر باری تعالیٰ کی قدرت کا

Marfat.com

لازم ہوجانا ثابت ہوگا جو کہ محال ہے۔ پھر اگر آپ یہ فرمائیں کہ ایک چیز کے واقع ہونیکے امکان سے اسکا حقیقت میں واقع ہونا ثابت نہیں ہوتا تو پھر اس کے وقوع کی دلیل کہاں ہے؟ تو میں کہونگا۔ کہ ہاں بعد از ممات کرامات اولیاء اللہ کا وقوع ہو چکا ہے۔ اور اس وقوع کو ہم نے نہایت بسط سے اور براہین قاطع سے بحوالہ کتاب الترغیب والترہیب مصنفہ حافظ عبدالعظیم المنذری ابھی ابھی اوپر ثابت کیا ہے۔

نتیجہ اولیاء اللہ کی بے شمار کرامات بعد الممات واقع ہیں۔ اور وہ ہر ایک زمانہ میں لاتعداد ہیں۔ اب سوائے ہٹ دھرم اور باطل عقیدہ رکھنے والے حضرات کے اور کوئی ان میں کسی قسم کا شک نہیں کر سکتا۔ اسلئے اب ہم انتقال کے بعد کی چند کرامات بیان کر کے مضمون کو ختم کر دیتے ہیں۔ الخ صفحہ ۱۴۰۔

خاتمہ وہ کرامات جو کہ اولیاء اللہ کی ممات کے بعد واقع ہوئی ہیں اور جن کو مشائخ صوفیا نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اور ہر زمانے میں مشہور ہیں۔ وہ اتنی ان گنت ہیں۔ کہ ان کا کسی عدد میں حصر کر دینا ناممکن ہے۔ کتاب موسم بہ احوبہ میں آئمہ فقہا، فقہا کے اماموں اور صوفیاء کرام کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ تمام کے تمام اپنے مقلدین اور متبعین کا ہر ایک حال میں ملاحظہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان میں سے ایک اپنے مقلد یا متبع کی جان کنی کے وقت۔ امتحان منکر و نکیر کے وقت نشر، حشر، میزان، پل صراط اور حساب کی منزلوں میں پورے طور پر مدد فرماتے ہیں۔ اور اس کی آخرت کی منازل میں سے کسی ایک منزل سے غافل نہیں ہوتے۔ اور جب ہمارے شیخ الاسلام شیخ ناصرالدین القانی فوت ہو گئے تو ایک نیکوکار نے انکو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ جب دو فرشتوں نے مجھ کو قبر میں سوالوں کا جواب دینے کیلئے بٹھلایا تو ان کے پاس امام مالک تشریف لے آئے۔ اور کہنے لگے کہ ایسے شخص سے تم یہ سوال کرتے ہو کہ تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان رکھتے ہو

Marfat.com

بانہ۔ یہ تو ان سوالوں کے جوابات کا محتاج ہی نہیں۔ تم دونوں اس سے دور ہو جاؤ۔ بس وہ دونوں مجھ سے غائب ہو گئے۔ اور جب مشائخ صوفیہ اپنے تمام مریدوں کا خیال آخرۃ اور دنیا کے خطرناک واقعات اور مصائب میں رکھتے ہیں تو جو مذہبوں کے امام ہیں اور اس عالم کیلئے باعث تسکین ہیں گویا کہ اوتاد ہیں اور بہ نفس نفیس دین کے ارکان ہیں۔ اور سرور کائنات کی امت کے امین اور شارعین ہیں۔ ان کا کیا کہنا۔ ان کا تصرف کس قدر زیادہ اور کرامات کسقدر واضح ہونگی۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر راضی ہوا۔

کرامت نمبر۔ ا۔

عارف صمدانی سید عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ یہ بیان انکی تصنیف میزان الکبریٰ جلد اول صفحہ نمبر ۱۷ میں موجود ہے۔ امام العالم جو کہ صاحب شریعت اور صاحب حقیقت بھی ہیں۔ اور جن کا اسم گرامی ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازان القشیری رحمتہ اللہ تعالیٰ ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ عبدالرحمان السلمی سے سنا۔ انہوں نے منصور بن عبداللہ اور انہوں نے ابوجعفر بن قیس مصری سے اور انہوں نے ابو سعید الخراز سے سنا جو یہ کہتے تھے۔ کہ میں ایک دفعہ مکہ معظمہ میں تھا اللہ تعالیٰ اکو سلامت رکھے پس میں باب شیبہ سے گذرا میں نے ایک جوان خوش شکل وخوش منظر کو دروازے کے پاس مرا ہوا دیکھا۔ جب میں نے ایک نظر اس کے چہرے کی طرف پھیری تو وہ مسکرائے اور فرمایا۔ کہ اے ابو سعید تو نے اس بات کو نہ جانا۔ کہ اولیاء اگر مر بھی جاویں تو زندہ ہوتے ہیں۔ وہ تو صرف ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف نقل کر جاتے ہیں

کرامت نمبر ۲۔

اور اسی طرح امام قشیری نے باب الکرامات الاولیاء کے بارے میں لکھا ہے کہ میں نے محمد بن عبداللہ صوفی سے سنا اور انہوں نے الحسین بن احمد الفارسی سے سنا اور انہوں نے دقی سے سنا اور انہوں نے احمد بن منصور سے سنا کہ وہ فرماتے

Marfat.com

مجھ کو میرے استاد ابو یعقوب السوسی نے بتایا کہ میں نے ایک مرید کو غسل دیا۔ تو اس نے میرے انگوٹھے کو مضبوط پکڑ لیا۔ جب کہ وہ تختہ غسل پر تھا پس میں نے کہا۔ اسے بیٹے میرا ہاتھ چھوڑ دے۔ مجھے معلوم ہے کہ تو مُردہ نہیں۔ بلکہ زندہ ہے۔ اور تیری موت تیرے لئے صرف نقل مکانی ہے۔ پس میرا ہاتھ یہ سننے کے بعد چھوڑ دیا۔

کرامت نمبر ۳

پھر میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابوبکر احمد بن محمد المطرطوسی سے سنا انہوں نے ابراہیم ابن شیبان سے اور انہوں نے فرمایا۔ کہ میرے ساتھ ایک جوان جو کہ نہایت پاکباز منکسر طبیعت تھا سفر میں شریک ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد فوت ہو گیا۔ میں اس کی محبت سے وابستہ ہو گیا تھا لہٰذا میں نے اس کے غسل کے لئے خود تیاری کی۔ اور میں نے گھبرا کر غلطی کی کہ پہلے [illegible] طرف سے اس کو غسل دینا شروع کیا۔ تو اس نے وہ طرف مجھ سے ہٹا لی اور دائیں طرف پیش کر دی۔ پس میں نے اس کو کہا۔ کہ اے میرے سچے بیٹے تو نے درست کام کیا مجھ سے غلطی واقعی ہوئی تھی۔

کرامت نمبر ۴ - پھر میں نے ان سے سنا کہ وہ فرماتے تھے میں نے ابو نجم مقری بزری [illegible] سے سنا انہوں نے دقی سے سنا۔ انہوں نے احمد بن منصور سے اور انہوں نے ابو یعقوب سوسی سے سنا کہ وہ کہتے تھے۔ ایک دن میرے پاس ایک مرید آیا مکہ معظمہ میں کہنے لگا اے استاذ میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا۔ پس مجھ سے یہ دینار لے لیں ان سے نصف دینار میری قبر کھودنے پر صرف کریں اور باقی نصف میرے کفن پر لگائیں۔ پھر جب دوسرا دن آیا تو پھر اس نے آکر طواف خانہ کعبہ کیا۔ پھر ایک طرف ہو گیا اور فوت ہو گیا۔ میں نے اس کو غسل دیا۔ کفنایا اور لحد میں رکھا۔ پھر اس نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں پھر میں نے اس کو کہا۔ کیا مرنے کے بعد بھی زندگی ہوتی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں زندہ ہوں۔ اور اللہ کا ہر ایک دوست زندہ ہوتا ہے۔ صنشا۔

Marfat.com

کرامت نمبر ۵ ۔ امام الاوحد العالم العلامہ (یکتاءِ زمان اور فہام) موسوم بہ شیخ شہاب الدین احمد الابشیہی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "المستطرف" جو کہ ہر ایک فن اور ہر ایک لحاظ سے مستطرف ہے) میں کرامات الاولیاء کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ حسن بصری سے حکایت ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز ایک سائل مسجد میں آیا اور اس نے سوال کیا کہ مجھے روٹی کا ایک ٹکڑا کھلا دو۔ انہوں نے اس کو کچھ نہ کھلایا۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم دیا۔ کہ اس کی روح کو قبض کرو۔ کیونکہ یہ بھوکا ہے۔ ملک الموت نے اس کی روح کو بحکم باری قبض کیا۔ پھر جس وقت مؤذن مسجد کے پاس آیا تو اس نے اس کو مُردہ پایا۔ اور اس کی خبر لوگوں کو دیدی۔ پھر ان لوگوں نے مل کر اس کو دفن کرنے کی تیاریاں شروع کیں جس وقت یہ مؤذن مسجد کے اندر داخل ہوا۔ تو اس کا کفن محراب میں پایا۔ جس پر یہ لکھا ہوا تھا۔ کہ یہ کفن تمہاری طرف پھینکا جاتا ہے۔ تم ایک بری قوم کے افراد ہو۔ تم سے ایک فقیر نے کھانا طلب کیا۔ تو تم نے اسکو نہ کھلایا حتیٰ کہ وہ بھوک کی وجہ سے مر گیا۔ اور وہ ہمارے پیارے دوستوں میں سے ایک تھا۔ ہم اپنے دوست کو غیروں کے حوالے نہیں کرتے۔ صـ ۱۳۱ جزءِ اول۔

کرامت نمبر ۶ ۔ اور اسی طرح اسی کتاب کے باب جود و سخا میں لکھا ہے۔ کہ حکایت کیجاتی ہے۔ کہ عرب کی ایک قوم کے افراد اپنے سخی اصحاب کی ایک قبر کے پاس پہنچے تاکہ اسکی زیارت کریں پس اسکی قبر کے نزدیک رات گزاری۔ رات کو ان میں سے ایک شخص نے صاحب قبر کو خواب میں دیکھا کیا یہ بات تجھکو پسند ہے کہ اپنا اونٹ میری تیز رفتار اونٹنی لیکر مجھ پر بیچ دے۔ اور یہ صاحب قبر ایک تیز رفتار سواری کی اونٹنی چھوڑ کر مرا تھا۔ اور زیارت کرنیوالے کے پاس ایک موٹا اونٹ تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے یہ سودا منظور ہے! اور خواب میں ہی اپنا اونٹ اسکی تیز رفتار اونٹنی کیعوض بیچ دینے پر راضی ہو گیا۔ جب وعدہ پکا ہو گیا تو صاحب قبر نے اسکے اونٹ کو پکڑ کر خواب میں ذبح کرنا شروع کیا۔ نذائر فوراً بیدار ہو گیا۔ اور اس نے دیکھا کہ میرے اونٹ کی گردن سے خون جاری ہے پس اٹھا اور ذبح کو مکمل کیا۔ پھر اسکے گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ پھر اسکو پکایا اور سب نے کھایا۔ پھر وہاں سے کوچ

Marfat.com

گیا۔ اور سفر کرنے لگے۔ جب دوسرا دن ہوا۔ اور وہ حالتِ سفر ہی میں تھے۔ تو انکے سامنے چند سوار آ موجود ہوئے۔ اُن میں سے ایک جوان آگے بڑھا۔ اور اس نے پکارا کہ کیا تم میں سے فلاں بن فلاں کوئی شخص ہے۔ اونٹ کے مالک نے کہا کہ ہاں میں وہی شخص ہوں جس کا تو نے نام لیا ہے۔ اس نے پوچھا کہ فلاں میت پر تو نے کیا کوئی چیز بیچی ہے۔ میں نے کہا۔ کہ ہاں میں نے اسکے آگے اپنا اونٹ اسکی تیز رفتار اونٹنی کے بدلے بیچا تھا۔ اس نے کہا یہی اسکی وہ اونٹنی ہے اسکو لے لو۔ اور میں اس کا لڑکا ہوں اور میں نے اپنے باپ کو آج رات خواب میں دیکھا۔ کہ مجھ کو کہتا ہے اگر تو میرا بیٹا ہے تو میری یہ تیز رفتار اونٹنی فلاں آدمی کے حوالہ کر آؤ۔

نتیجہ عبرت کی نظر سے دیکھئے کہ اس سخی شخص نے اپنے مہمانوں کی اپنی موت کے بعد کس طرح ضیافت کی۔ صـ۱۲۷ـ

اور اتنا کافی سمجھ کر ہم اپنے رسالہ کو ختم کرتے ہیں کیونکہ سب سے اچھا کلام وہ ہوتا ہے جو کہ مختصر اور جامع ہو۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہم کو نیک اعمال کی توفیق بخشے۔ اور ہماری آخرت کو ہماری دنیا سے بہتر بنا دے۔ اور ہم کو ان لوگوں میں داخل کر دے جو کہ شریعتِ مصطفویہ اور طریقتِ نبویہ کی پیروی کرنے والے اور ہم کو نیک اور پسندیدہ لوگوں کی راہ پر چلائے۔ اور ہادی کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بہترین صلوٰۃ وسلام ہو۔

اس رسالہ سے فراغت بروز پیر مورخہ ۷ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ پائی۔ یہ تاریخ ہجرت نبی کریمؐ سے ہے۔ جو کہ اگر اس دنیا میں قدم رنجہ نہ فرماتے تو دونوں جہان مفقود ہوتے۔ حضورؐ اور انکی آل پر سب المشرقین کی طرف سے درود ہو۔

Marfat.com

تبلیغی رسائل

اصولِ حدیث ۔ (عربی) حضرت قدوۃ السالکین شاہ محمد غوث صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

نمازِ مقبول ۔ نماز پڑھنے کا نبوی طریقہ ۔ قیمت :۔ ۱۰ر

تقبیل ابہامین ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی و اسمِ گرامی لینے کے وقت انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگانا سنت ہے ۔

ازالۃ الخفا فی ایصال الصدقۃ والدعا لارواح الاولیاء ۔ قیمت :۔ ۴ر

(اردو اور پشتو) قیمت :۔ ۴ر

کپوروں کے مکروہ تحریمہ ہونے ... ۲ر

خاتم النبیین ۔ مولنا انوا... قیمت :۔ ۲ر

انتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ ۔ اعلحضرت محمد رضا خان صاحب بریلوی ۔

یہ تمام رسائل مندرجہ ذیل پتہ سے دستیاب ہو سکتے ہیں :۔

(فقیر) محمد امیر شاہ محلہ یکہ توت پشاور

(منظورِ عام پریس پشاور)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

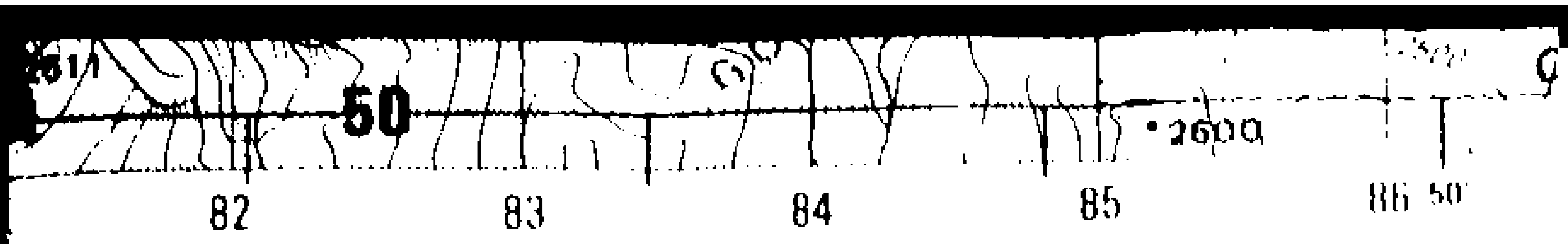

Meters 1000 500 0 1

ELEVATIONS

CONTOUR INTE

NOTES ΣΗΜΕΙΩΣΕΙΣ

A ONE LANE ROAD IS FROM 2.5 TO LESS THAN 5.5 METERS (8 TO 18 FEET) WIDE. FOR ROADS TWO OR MORE LANES WIDE A LANE IS CONSIDERED TO BE FROM 2.7 TO 4.1 METERS (9 TO 13 FEET) WIDE.

ΟΔΟΣ ΕΝΟΣ ΡΕΥΜΑΤΟΣ ΚΥΚΛΟΦΟΡΙΑΣ ΕΧΕΙ ΠΛΑΤΟΣ ΑΠΟ 2,5 ΜΕΧΡΙ ΚΑΤΩ ΑΠΟ 5,5 ΜΕΤΡΑ (8 ΩΣ 18 ΠΟΔΙΑ). ΓΙΑ ΟΔΟΥΣ ΜΕ ΔΥΟ Η ΠΕΡΙΣΣΟΤΕΡΑ ΡΕΥΜΑΤΑ ΚΥΚΛΟΦΟΡΙΑΣ, ΚΑΘΕ ΡΕΥΜΑ ΘΕΩΡΕΙΤΑΙ ΟΤΙ ΕΧΕΙ ΠΛΑΤΟΣ ΑΠΟ 2,7 ΩΣ 4,1 ΜΕΤΡΑ (9 ΩΣ 13 ΠΟΔΙΑ)

IN DEVELOPED AREAS ONLY THROUGH ROADS ARE CLASSIFIED

ΣΕ ΑΝΕΠΤΥΓΜΕΝΕΣ ΠΕΡΙΟΧΕΣ, ΜΟΝΟΝ ΔΙΑΠΕΡΑΣΤΙΚΩΝ ΟΔΩΝ ΥΠΑΡΧΟΥΝ ΕΝΔΕΙΞΕΙΣ

CAUTION: NOT ALL TELEPHONE AND ELECTRIC SERVICE LINES ARE SHOWN

ΠΡΟΣΟΧΗ: ΟΛΕΣ ΟΙ ΤΗΛΕΦΩΝΙΚΕΣ ΚΑΙ ΗΛΕΚΤΡΙΚΕΣ ΓΡΑΜΜΕΣ ΔΕΝ ΦΑΙΝΟΝΤΑΙ ΣΤΟΝ ΧΑΡΤΗ

THIS MAP IS RED-LIGHT READABLE

ΟΣ

Α 148μ ή περισσότερο

ύψος κορυφής εμποδίου,

της στάθμης θαλάσσης

ύψος κορυφής εμποδίου

ν της στάθμης εδάφους

ενέργειας υψηλής τάσης,

ός χρήσης ραδιοφώνου

ΟΡΙΑ

Διεθνή, Διοικητικά

Πρωτοβάθμια διοικητική διαίρεση

ΑΝΑΓΛΥΦΟ

Βράχοι, βράχος, γκρεμός

Λεκάνη

Προσοχή θράχου

ΑΠΟΣΤΡΑΓΓΙΣΗ

Ρεύμα

μικρότερο των 25 μ

μεγαλύτερο των 25 μ

Πηγή

Φρέαρ

Διασκορπισμένο ρεύμα

Τέλμα

ΒΛΑΣΤΗΣΗ

έκταση: Κωνοφόρος; Φυλλοβόλος; Ανάμεικτος

Δάσος; Αραιά δένδρα

Δένδρα; Αμπελώνες

Δενδροστοιχία

ΥΨΗ ΕΔΑΦΩΝ

Μέγιστο; Κανονικό

Τριγωνομετρικό σημείο

NIA

ELLIPSOID

GRID

PROJECTION

VERTICAL DATUM

HORIZONTAL DATUM

PRINTED BY

COORDINATE CONV

Grid: Add 60 m

Geographic: Add 7

SAMPLE 1,000 METER GRID SQUARE

ΠΑΡΑΔΕΙΓΜΑ ΤΕΤΡΑΓΩΝΟΝ 1,000 ΜΕΤΡΩΝ

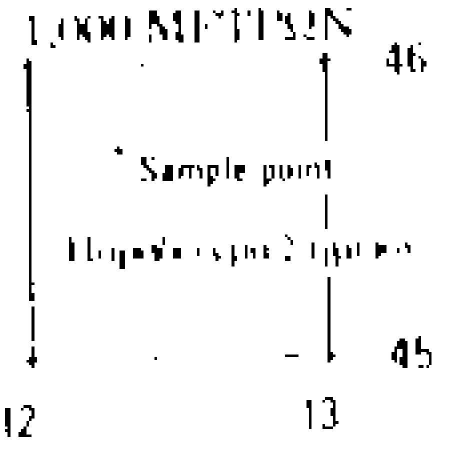

100,000 M SQUARE IDENTIFICATION

ΧΑΡΑΚΤΗΡΙΣΜΟΣ ΤΕΤΡΑΓΩΝΟΥ 100,000 ΜΕΤΡΩΝ

0M

GRID ZONE DESIGNATION

ΕΝΔΕΙΞΗ ΖΩΝΗΣ ΤΕΤΡΑΓΩΝΙΣΜΟΥ

34T

USERS

TO DI

© COPYRIGHT 1995 BY THE UNITED STATES

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com